منشورِ تربیت

رہبرِ معظم انقلاب اسلامی آیت اللہ العظمیٰ

سید علی خامنہ ای (حفظہ اللہ) نے فرمایا:

''نہج البلاغہ کی جانب توجہ کی غرض سے ایک حساس نکتے کی جانب اشارہ کرنا چاہتا ہوں ،اس کتاب کی جانب توجہ کم نظر آ رہی ہے۔ایسا لگتا ہے کہ ہم اس علمی خزانے سے بے خبر ہیں جو اس کتاب میں موجود ہے پھر ہمارے عوام یہاں تک کہ محقق حضرات بھی اس بے مثال کتاب میں موجود عظیم سرمایہ کے حصول کی اہمیت سے اچھی طرح آگاہ نہیں ہیں۔''

❁❁❁❁❁

''ہماری مثال اس بیمار جیسی ہے جس کی جیب میں یا اس کی الماری میں ایک ماہر طبیب کا نسخہ پڑا ہوا ہے لیکن وہ اس نسخے کو کھول کر نہیں دیکھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا اور ساتھ ساتھ اس مرض کی تکلیف سے تڑپتا بھی ہے۔صدیوں سے نہج البلاغہ ہمارے پاس ہے لیکن ہم نے اس سے فائدہ نہیں اُٹھایا اور اس کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا اور اپنی فردی اور اجتماعی بیماریوں کو سینے سے لگائے رکھا۔یہ وہ افسوس ناک درد ہے جو ہر اس شخص کو تڑپا دے گا جو نہج البلاغہ سے آگاہی حاصل کرلے۔''

❁❁❁❁❁

وصیت نامہ امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام

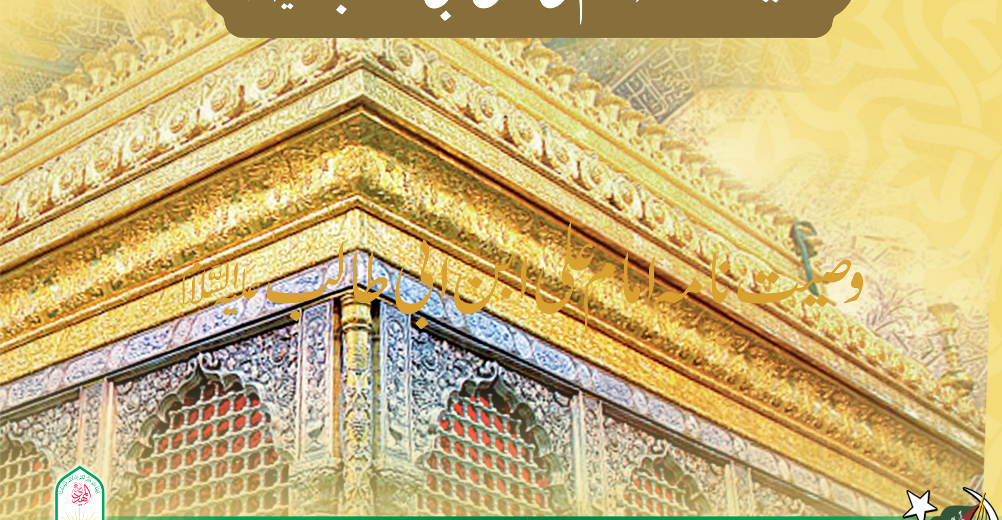

المہدیؑ ادارۂ تربیت اسلامی

آئی ایس او پاکستان

امامیہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان

بسم الله الرحمن الرحيم

دعائے امام زمانہؑ

اَللّٰھُمَّ کُنْ لِوَلِیِّکَ الْحُجَّةِ بْنِ الْحَسَنِ

صَلَوَاتُکَ عَلَیْهِ وَعَلٰی آبَائِهٖ فِیْ هٰذِهِ السَّاعَةِ

وَفِیْ کُلِّ سَاعَةٍ وَلِیًّا وَحَافِظًا وَقَائِدًا وَنَاصِرًا وَ

دَلِیْلًا وَعَیْنًا حَتّٰی تُسْکِنَهٗ اَرْضَکَ طَوْعًا وَ

تُمَتِّعَهٗ فِیْهَا طَوِیْلًا

منشورِ تربیت

وصیت نامہ امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام

المہدی (عج) ادارۂ تربیت اسلامی آئی ایس او پاکستان

فہرست

مقدمہ	۵
وصیت نامۂ امام علی علیہ السلام	۸
انسان اور حادثاتِ زمانہ	۸
وصیت و نصیحت کا مقصد	۱۰
تزکیہ نفس اور خودسازی کے مراحل	۱۱
معاشرتی ذمہ داریاں	۱۶
تربیتِ اولاد کی فکر	۱۹
تربیت کا انداز	۲۱
اسلامی وتوحیدی تصورِ کائنات	۲۵
دنیاوآخرت کی شناخت	۲۸
معاشرتی تعلقات کے معیارات	۳۰
سفرِ آخرت کی تیاری	۳۲
رحمتِ خداوندی کی نشاندہی	۳۴
دنیاوآخرت اور موت کے بارے میں کچھ نصیحتیں	۳۷
بعض اہم اخلاقی نصیحتیں	۴۰
دوستوں کے حقوق	۴۴
بعض اخلاقی اِقدار	۴۶
خواتین سے متعلق کچھ خاص باتیں	۴۹

مقدمہ

نہج البلاغہ علوم و معارف کا وہ گراں بہا سرمایہ ہے جس کی اہمیت و عظمت ہر دور میں مسلّم رہی ہے یہ اسلامی تعلیمات کا الہامی صحیفہ، حکمت و اخلاق کا سرچشمہ اور معارف ایمان وحقائقِ تاریخ کا ایک انمول خزانہ ہے۔ یہ باب مدینۃ العلم ہی کی ذات تھی جس نے علم و حکمت کے بند دروازے ایسے دور میں کھولے جو سکون و اطمینان سے خالی تھا اور ہوس اقتدار کی فتنہ سامانیوں نے اسے اپنی جولانگاہ بنا رکھا تھا اور شورش پسندوں نے آپ کو لڑائیوں میں اُلجھائے رکھا تھا۔ مگر ان رات دن کی لڑائیوں اور چپقلشوں کے باوجود آپ نشر علوم و معارف کے کسی موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے کبھی تلواروں کی جھنکار اور خون کی بارش میں علم و حکمت کے رموز بتاتے اور کبھی ذہنی اُلجھاؤ اور افکار کے ہجوم میں ارشاد و ہدایت کے فرائض انجام دیتے۔ چنانچہ مجموعہ نہج البلاغہ کے دو چار خطبوں اور ایک آدھ خط کے علاوہ یہ سارا مجموعہ اسی دور کی تخلیق ہے جب آپ ظاہری خلافت پر ایک دن بھی اطمینان اور دلجمعی سے نہ بیٹھ سکے تھے۔ درحالیکہ کسی بھی مفکر و دانشور کو علمی موشگافیوں کے لئے سب سے زیادہ سکون و اطمینان ہی کی ضرورت ہوتی ہے۔

استاد شہید مرتضیٰ مطہریؒ فرماتے ہیں:

”نہج البلاغہ امام علی علیہ السلام کی حیات کا آئینہ ہے۔ امام کا کلام خود ان جیسا ہے کیونکہ ہر انسان کا کلام اس کی روح سے جاری ہوتا اور اس کے روح کے ترجمانی کرتا ہے۔ ایک پست روح کا کلام پست ہی ہوتا ہے اور ایک عظیم روح کے حامل انسان کا کلام بھی عظیم ہوتا ہے۔ ایک پہلو کی حامل روح کا کلام ایک پہلو ہوتا ہے اور جس کی روح چند پہلوؤں کی حامل ہوتی ہے اس کا کلام بھی چند پہلو ہوتا ہے۔ علی علیہ السلام چونکہ ایک جامع اضداد شخصیت کا نام ہے اس لئے ان کا

کلام بھی جامع اضداد ہے۔ ان کے کلام میں کمال عرفان پایا جاتا ہے، کمال عرفان کے ساتھ ساتھ اوج فلسفہ بھی پایا جاتا ہے، فلسفہ اپنی معراج پہ ہے تو ساتھ ہی آزادی اور حماسہ بھی اپنی اوج پر نظر آتا ہے، جہاں حماسہ اپنے عروج پر نظر آتا ہے وہیں اخلاق کا نقطۂ کمال بھی دکھائی دیتا ہے اسی لئے نہج البلاغہ علی علیہ السلام کی طرح جامع ہے۔''

نہج البلاغہ تین حصوں پر مشتمل ہے:

١) خطبات، ٢) مکتوبات، ٣) کلماتِ قصار یا مختصر حکیمانہ جملے، امامؑ اکثر خطبوں میں عوام الناس کو خدا کے احکامات بجا لانے اور محرمات سے روکنے کی دعوت دیتے ہیں اور کسی خطاب میں خالص توحیدی معارف وحقائق آسمان و زمین کو بیان کرتے ہیں اور اکثر مکتوبات جو مملکت اسلامی کے مسئولین کو لکھے ہیں، میں حکومت کرنے کے اصول اور لوگوں کے حقوق کا خیال رکھنے کی سفارش کرتے ہیں۔ اکثر مکتوبات اپنے تحتِ فرمان اور حکومتی کارندوں کو لکھے ہیں، لیکن آمرانہ حکم ایک بھی دیکھنے کو نہیں ملتا بلکہ عموماً خطوط پدری شفقت کے تحت لکھے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔

مؤلف:

محمد ابن حسین بن موسیٰ بن عمر بن موسیٰ بن ابراہیم (مجاب) ابن موسیٰ کاظمؑ، سید رضی (٣٥٩ق۔ ٤٠٦ق) کے نام سے مشہور ہیں۔ (انہوں نے چوتھی ہجری کے آخر میں امیر المومنینؑ کے کلام کو اپنے ذوق کے مطابق جمع کیا) آپ کا مزار مشہور قول کے مطابق حرم امام کاظمین کے باہر واقع ہے۔

وصیت نامۂ امام علی علیہ السلام:

اس کتابچے میں نہج البلاغہ کے مکتوبات میں سے ٣١ نمبر مکتوب کو منتخب کیا گیا ہے۔ یہ امامؑ کا اپنے محبوب فرزند امام حسنؑ کے نام وصیت نامہ ہے جو جنگِ صفین سے پلٹتے ہوئے حاضرین کے مقام سے امام حسنؑ کے لئے تحریر فرمایا جو کہ درواقع جوانوں کی تربیت کا ایک جامع منشور ہے۔

یہ وصیت نامہ مالک اشتر کو لکھے گئے خط کے بعد سب سے طولانی مکتوب ہے۔ یہ درسِ اخلاق، تہذیب نفس، خودسازی، تربیتِ نفوس اور قربِ الٰہی کی منازل طے کرنے کے لئے ایک مکمل نصاب ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ جوانوں کی تربیت کا ایک جامع منشور ہے۔ بعض شارحان نے محمد حنفیہ کو خط کا مخاطب قرار دیا ہے چونکہ اس کی بعض تعبیرات، مخاطب کے مقام عصمت کے ساتھ سازگار نہیں ہیں۔ درحالیکہ ہم جانتے ہیں کہ اس طرح کی تعبیرات ایک پدرانہ و شفیقانہ نصیحت کے طور پر ہیں جو ایک رائج چیز ہے۔ بہر حال مخاطب امام حسنؑ ہوں یا محمد حنفیہ یہ منشورِ تربیت تمام بنی نوع انسان کے لئے درسِ ہدایت ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے سعادت و کامرانی کی راہیں کھل سکتی ہیں اور انسانیت کے بھٹکے ہوئے قافلے ہدایت کے راستے پر گامزن ہو سکتے ہیں اس میں دنیا اور آخرت کو سنوارنے، اخلاقی شعور کو اُبھارنے، معیشت و معاشرت کو سدھارنے کے وہ بنیادی اصول درج ہیں جن کی نظیر پیش کرنے سے علماء وفلاسفر کے ضخیم دفتر قاصر ہیں اگر چہ اس میں مخاطب ظاہری ایک فرد ہے لیکن ہدف تمام مومنین و مسلمینِ جہاں ہیں اور امام اُس میں تمام انسانوں کے باپ کی حیثیت سے نصیحت فرما رہے ہیں۔

☆☆☆☆☆

امام حسن علیہ السلام کے نام امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی وصیت

انسان اور حادثاتِ زمانہ

و من وصیة له (علیه السلام)

للحسن بن علی (علیه السلام) کتبها إلیه بحاضرین عند انصرافه من صفین:

مِنَ الْوَالِدِ الْفَانِ الْمُقِرِّ لِلزَّمَانِ الْمُدْبِرِ الْعُمُرِ الْمُسْتَسْلِمِ لِلدُّنْيَا السَّاكِنِ مَسَاكِنَ الْمَوْتَى وَ الظَّاعِنِ عَنْهَا غَداً إِلَى الْمَوْلُودِ الْمُؤَمِّلِ مَا لَا يُدْرِكُ السَّالِكِ سَبِيلَ مَنْ قَدْ هَلَكَ غَرَضِ الْأَسْقَامِ وَ رَهِينَةِ الْأَيَّامِ وَ رَمِيَّةِ الْمَصَائِبِ وَ عَبْدِ الدُّنْيَا وَ تَاجِرِ الْغُرُورِ وَ غَرِيمِ الْمَنَايَا وَ أَسِيرِ الْمَوْتِ وَ حَلِيفِ الْهُمُومِ وَ قَرِينِ الْأَحْزَانِ وَ نُصُبِ الْآفَاتِ وَ صَرِيعِ الشَّهَوَاتِ وَ خَلِيفَةِ الْأَمْوَاتِ

ترجمہ: وصیت نامہ صفین سے پلٹتے ہوئے جب مقام حاضرین میں منزل کی تو امام حسن علیہ السلام کے لیے یہ وصیت نامہ تحریر فرمایا:

یہ وصیت ہے اس باپ کی جو فنا ہونے والا، اور زمانہ (کی چیرہ دستیوں) کا اقرار کرنے والا ہے۔ جس کی عمر پیٹھ پھرائے ہوئے ہے اور جو زمانہ کی سختیوں سے لاچار ہے اور دنیا کی برائیوں کو محسوس کر چکا ہے، اور مرنے والوں کے گھروں میں مقیم اور کل کو یہاں سے رخت سفر باندھ لینے والا ہے۔ اس بیٹے کے نام جو نہ ملنے والی بات کا آرزومند، جادہ عدم کا راہ سپار، بیماریوں کا ہدف، زمانہ کے ہاتھ گروی۔ مصیبتوں کا نشانہ، دنیا کا پابند، اور اسکی فریب کاریوں کا تاجر، موت کا قرضدار، اجل کا قیدی، غموں کا حلیف، حزن وملال کا ساتھی، آفتوں میں مبتلا، نفس سے عاجز اور

مرنے والوں کا جانشین ہے۔

توضیح وتشریح:

یہاں امام علیہ السلام ایک عام انسان کی گفتگو فرما رہے ہیں کہ جب وہ پچاس ساٹھ سال کی زندگی بسر کر کے اس دنیا سے جاتا ہے تو اس کی نظر میں زندگی اور دنیا کیسی ہوتی ہے۔لیکن دوسری طرف اس کی جوان اولاد کی کیا آرزویں ہوتی ہیں۔

- یہ خط ایک ایسے باپ کی طرف سے جس کی مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں:
- دنیا چھوڑ کر جانے والا ہے کیونکہ یہ دنیا ہمیشہ کے لئے نہیں ہے۔
- زمانے کے طبیعی حادثات نے اس پر بھی اپنا اثر ڈالا ہے۔
- جو ایک عمر گزار چکا ہے اور زندگی کا تجربہ حاصل کر چکا ہے۔
- جو طبعیت کے تقاضوں کے سامنے سپر انداختہ ہو چکا ہے۔
- جس کی نظر میں دنیا کی کوئی حیثیت نہیں اور یہ اس قابل نہیں کہ انسان کی آرزو کرے۔
- جسے دنیا میں رہنا نہیں ہے بلکہ یہاں سے کوچ کر کے جانا ہے۔

لیکن جن جوانوں کے لئے یہ خط لکھا گیا ہے ان کی خصوصیات کیا ہیں؟

- وہ ان کاموں اور چیزوں کی آرزو رکھتے ہیں جن کا ہونا اور حاصل کرنا ناممکن ہے۔
- جوان افراد کے راستے پر چل رہے ہیں جنہیں ایک دن فنا ہونا ہے۔
- مختلف طرح کی بیماریاں ان کے لئے آغوش پھیلائے ہوئے ہیں۔
- جو روزگار دنیا کا کھلونا بننے والے ہیں اور یہ دنیا انہیں انگلیوں پر نچانے والی ہے۔
- جو دنیا میں طرح طرح کے آلام ومصائب اور مشکلات کا شکار ہونے والے ہیں۔
- جو اگر مادی زندگی میں کھو جائیں تو دنیا کے غلام بن کر رہنے والے ہیں۔
- جنہیں دنیا دھوکہ دینے والی ہے۔

- موت سے فرار نہیں کر سکتے بلکہ اس کے چنگل میں پھنسنے والے ہیں۔
- نہ چاہتے ہوئے بھی ہمیشہ گرفتاریوں کا شکار رہنے والے ہیں۔
- نتیجہ میں حزن وغم میں مبتلا رہنے والے ہیں۔
- شہوتوں کی زمین پر دوڑنے والے ہیں۔
- اوران کی جگہ پانے والے ہیں جو اس دنیا سے جا چکے ہیں۔

وصیت ونصیحت کا مقصد

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ فِيمَا تَبَيَّنْتُ مِنْ إِدْبَارِ الدُّنْيَا عَنِّي وَ جُمُوحِ الدَّهْرِ عَلَيَّ وَ إِقْبَالِ الْآخِرَةِ إِلَيَّ مَا يَزَعُنِي عَنْ ذِكْرِ مَنْ سِوَايَ وَ الِاهْتِمَامِ بِمَا وَرَائِي غَيْرَ أَنِّي حَيْثُ تَفَرَّدَ بِي دُونَ هُمُومِ النَّاسِ هَمُّ نَفْسِي فَصَدَفَنِي رَأْيِي وَ صَرَفَنِي عَنْ هَوَايَ وَ صَرَّحَ لِي مَحْضُ أَمْرِي فَأَفْضَى بِي إِلَى جِدٍّ لَا يَكُونُ فِيهِ لَعِبٌ وَ صِدْقٍ لَا يَشُوبُهُ كَذِبٌ وَ وَجَدْتُكَ بَعْضِي بَلْ وَجَدْتُكَ كُلِّي حَتَّى كَأَنَّ شَيْئاً لَوْ أَصَابَكَ أَصَابَنِي وَ كَأَنَّ الْمَوْتَ لَوْ أَتَاكَ أَتَانِي فَعَنَانِي مِنْ أَمْرِكَ مَا يَعْنِينِي مِنْ أَمْرِ نَفْسِي فَكَتَبْتُ إِلَيْكَ كِتَابِي مُسْتَظْهِراً بِهِ إِنْ أَنَا بَقِيتُ لَكَ أَوْ فَنِيتُ

ترجمہ: اما بعد تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں نے دنیا کی روگردانی زمانہ کی منہ زوری اور آخرت کی پیش قدمی سے جو حقیقت پہچانی ہے وہ اس امر کے لیے کافی ہے کہ مجھے دوسرے تذکروں اور اپنی فکر کے علاوہ دوسری کوئی فکر نہ ہو مگر اسی وقت میں کھویا ہوا تھا اور میری عقل و بصیرت نے مجھے خواہشوں سے منحرف و روگردان کر دیا اور میرا معاملہ کھل کر میرے سامنے آگیا، اور مجھے واقعی حقیقت اور بے لاگ صداقت تک پہنچا دیا۔

میں نے دیکھا کہ تم میرا ہی ایک ٹکڑا ہو، بلکہ جو میں ہوں وہی تم ہو، یہاں تک کہ اگر تم پر کوئی

آفت آئے تو گویا مجھ پر آئی ہے اور تمہیں موت آئے تو گویا مجھے آئی اس سے مجھے تمہارا اتنا ہی خیال ہے جتنا اپنا ہو سکتا ہے لہٰذا میں نے یہ وصیت نامہ تمہاری رہنمائی میں اسے معین سمجھتے ہوئے تحریر کیا ہے خواہ اس کے بعد میں زندہ رہوں یا دنیا سے اٹھ جاؤں۔

توضیح وتشریح

امام علیہ السلام ان جملوں میں اس خط اور تحریر کا مقصد بیان کرتے ہوئے دو اہم نکات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں:

- اگر انسان دنیا کی مصروفیات اور زمانہ کے ہم وغم سے جدا ہو کر اپنے آپ میں غور کرے تو اسے دنیا اور زندگی کی حقیقت سمجھ میں آجائے گی اور یہی انسان کے لئے سب سے اہم چیز ہے کہ وہ اپنی اور دنیا کی حقیقت کی طرف متوجہ ہو جائے۔
- اور جب انسان کے سامنے حقائق واضح ہو جائیں تو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ ان افراد کو بھی اس کی طرف متوجہ کرے جو متوجہ نہیں ہیں بالخصوص ایک باپ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اپنے وجود کا ایک حصہ سمجھ کر انہیں نصیحت کرے اور اس نے دنیا سے جو تجربات حاصل کئے ہیں وہ ان کے لئے بیان کرے تا کہ وہ اپنی زندگی کے نشیب وفراز میں ان سے استفادہ کر سکیں۔

تزکیہ نفس اور خودسازی کے مراحل

فَإِنِّي أُوصِيكَ بِتَقْوَى اللهِ أَيْ بُنَيَّ وَ لُزُومِ أَمْرِهِ وَ عِمَارَةِ قَلْبِكَ بِذِكْرِهِ وَ الِاعْتِصَامِ بِحَبْلِهِ وَ أَيُّ سَبَبٍ أَوْثَقُ مِنْ سَبَبٍ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اللهِ إِنْ أَنْتَ أَخَذْتَ بِهِ أَحْيِ قَلْبَكَ بِالْمَوْعِظَةِ وَ أَمِتْهُ بِالزَّهَادَةِ وَ قَوِّهِ بِالْيَقِينِ وَ نَوِّرْهُ بِالْحِكْمَةِ وَ ذَلِّلْهُ بِذِكْرِ الْمَوْتِ وَ قَرِّرْهُ بِالْفَنَاءِ وَ بَصِّرْهُ فَجَائِعَ الدُّنْيَا وَ حَذِّرْهُ صَوْلَةَ الدَّهْرِ وَ فُحْشَ تَقَلُّبِ اللَّيَالِي وَ الْأَيَّامِ وَ

اعْرِضْ عَلَيْهِ أَخْبَارَ الْمَاضِينَ وَ ذَكِّرْهُ بِمَا أَصَابَ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَ سِرْ فِي دِيَارِهِمْ وَ آثَارِهِمْ فَانْظُرْ فِيمَا فَعَلُوا وَ عَمَّا انْتَقَلُوا وَ أَيْنَ حَلُّوا وَ نَزَلُوا فَإِنَّكَ تَجِدُهُمْ قَدِ انْتَقَلُوا عَنِ الْأَحِبَّةِ وَ حَلُّوا دِيَارَ الْغُرْبَةِ وَ كَأَنَّكَ عَنْ قَلِيلٍ قَدْ صِرْتَ كَأَحَدِهِمْ فَأَصْلِحْ مَثْوَاكَ وَ لَا تَبِعْ آخِرَتَكَ بِدُنْيَاكَ وَ دَعِ الْقَوْلَ فِيمَا لَا تَعْرِفُ وَ الْخِطَابَ فِيمَا لَمْ تُكَلَّفْ وَ أَمْسِكْ عَنْ طَرِيقٍ إِذَا خِفْتَ ضَلَالَتَهُ فَإِنَّ الْكَفَّ عِنْدَ حَيْرَةِ الضَّلَالِ خَيْرٌ مِنْ رُكُوبِ الْأَهْوَالِ

ترجمہ: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اس کے احکام کی پابندی کرنا، اس کے ذکر سے قلب کو آباد رکھنا، اور اسی کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہنا تمہارے اور اللہ کے درمیان جو رشتہ ہے اس سے زیادہ مضبوط رشتہ ہو بھی کیا سکتا ہے بشرطیکہ مضبوطی سے اسے تھامے رہو۔ وعظ و پند سے دل کو زندہ رکھنا، اور زہد سے اس کی خواہشوں کو مردہ یقین سے اسے سہارا دینا اور حکمت سے اسے پرنور بنانا موت کی یاد سے اسے قابو میں کرنا۔ فنا کے اقرار پر اسے ٹھہرانا۔ دنیا کے حادثے اس کے سامنے لانا۔ گردش روزگار سے اسے ڈرانا۔ گذرے ہوؤں کے واقعات اس کے سامنے رکھنا۔ تمہارے پہلے والے لوگوں پر جو بیتی ہے اسے یاد دلانا۔ ان کے گھر وں اور کھنڈروں میں چلنا پھرنا، اور دیکھنا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا، کہاں سے کوچ کیا، کہاں اترے اور کہاں ٹھہرے ہیں۔ دیکھو گے تو تمہیں صاف نظر آئے گا کہ وہ دوستوں سے منہ موڑ کر چل دیئے ہیں، اور پردیس کے گھر میں جا اترے ہیں، اور وہ وقت دور نہیں کہ تمہارا شمار بھی ان میں ہونے لگے لہٰذا اپنی اصل منزل کا انتظام کرو۔ اور اپنی آخرت کا دنیا سے سودا نہ کرو جو چیز جانتے نہیں ہو ،اس کے متعلق بات نہ کرو، اور جس چیز کا تم سے تعلق نہیں ہے اس کے بارے میں زبان نہ ہلاؤ۔ جس راہ میں بھٹک جانے کا اندیشہ ہو اس راہ میں قدم نہ اٹھاؤ، کیونکہ بھٹکنے کی سرگردانیاں دیکھ کر قدم روک لینا، خطرات مول لینے سے بہتر ہے۔

توضیح وتشریح

یہاں امام علیہ السلام تہذیب روح اور تزکیہ نفس کے لئے امام حسن علیہ السلام کے ذریعہ اُمت مسلمہ کے تمام جوانوں کو چند اہم چیزوں کی وصیت ونصیحت فرماتے ہیں:

تقوائے الٰہی: انسان اپنے اندر وہ روحِ ایمانی پیدا کرے جو اسے خدا کی راہ پر گامزن رکھے اور راستے میں آنے والے خطرات کی جانب متوجہ کرتی رہے اسی کو تقوا کہتے ہیں۔

خدا کی اطاعت: انسان کی کوشش یہی ہو کہ ہر لمحہ خدا کی اطاعت میں بسر ہو اور زندگی کا کوئی بھی لمحہ اس کی اطاعت سے خالی نہ جائے کیونکہ کمالِ انسانی تک پہنچنے کا ذریعہ یہی ہے۔

یادِ خدا: روایت میں آیا ہے کہ مومن کا دل اللہ کا گھر ہے لہٰذا اللہ کے گھر میں اس کے علاوہ کوئی بس جائے یہ مناسب نہیں ہے اس لئے دلوں کو صرف ذکرِ الٰہی سے جلا بخشو کیونکہ اسی کے ذکر سے یہ دل سکون پاتے ہیں۔

اللہ کی رسی کو تھامنا: روایات میں ''اللہ کی رسی'' کے کئی مصداق بیان ہوئے ہیں جیسے قرآن، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اہل بیت علیہم السلام۔ ایک روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو اللہ کی رسی بتایا ہے۔

دل کو وعظ ونصیحت سے زندہ کرنا: قرآنِ مجید کی آیات، معصومین علیہم السلام کی روایت، باعمل علما کی باتیں، مومن اور صالح افراد کی باتیں وعظ ونصیحت کا بہترین مصداق ہیں اور ان کی ضرورت اس لئے ہے کیونکہ انسان کا دل کبھی نیم جاں، کبھی بوجھل اور کبھی غفلت کا شکار ہو جاتا ہے اور انہیں چیزوں کے ذریعے اسے جلا بخشی جاسکتی ہے۔

زُہد کے ذریعہ خواہشات کو کچلنا: خواہشات خدا کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں اور انہیں شکست دینے کا بہترین علاج زُہد ہے البتہ زُہد کا مطلب معاشرہ سے کٹ کے رہ جانا اور گوشہ

نشینی اختیار کرنا نہیں ہے بلکہ زُہد کا مطلب یہ ہے کہ دل سے دنیا کی محبت نکال دے لیکن دنیاوی اشیا کو خدا کی راہ میں کمال حاصل کرنے کے لئے ضرورت بھر استعمال کرے۔

یقین کے ذریعے دل کو قوی بنانا: دل بھی دوسرے اعضا و جوارح کی طرح بیمار اور کمزور ہو جاتا ہے اور اس کی کمزوری کا باعث ایمان کی کمزوری اور شک و تردید کا شکار ہونا ہے، جہاں ضعف ایمان محسوس ہو اور شک و تردید کے بادل صفحۂ دل پر چھانے لگیں، عقل و حکمت کا سہارا لے کر ایمان و ایقان میں اضافہ کریں اور یقین حاصل کر کے دلوں کو تقویت بخشیں۔

حکمت کے ذریعہ دل کو منور کرنا: دل کی دنیا بھی کبھی تاریک ہو سکتی ہے اور ایسا ہونا خطرے کا باعث ہے ایسے میں اسے نور حکمت کے ذریعہ ہی روشن کیا جا سکتا ہے۔ حکمت سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے نفس اور خدا سے متعلق صحیح علم و عرفان حاصل کرے اور حکمت کے حصول کا ایک ذریعہ خالصانہ عبادت ہے روایت می؛ں ہے کہ جو شخص چالیس دن خدا کی عبادت کرے خدا سے حکمت عطا کرتا ہے۔

موت کو یاد کر کے دل کی لگام کو مہار کرنا: جب دل میں دنیا کی یاد بس جائے تو وہ ایک سرکش گھوڑے کی شکل اختیار کر جاتا ہے جس کو مہار کرنا آسان نہیں، دنیا کی محبت کے غالب ہو جانے کا ایک اثر یہ ہے کہ انسان دنیا کو دار باقی سمجھنے لگتا ہے اور یہ بھول جاتا ہے کہ ایک دن اسے یہاں سے کوچ بھی کرنا ہے اور دوسرا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے اعمال سے لاپرواہ ہو جاتا ہے گویا اسے حساب و کتاب نہیں دینا ہے۔ اس کا بہترین علاج موت اور قیامت کی یاد ہے جو اسے ہمیشہ یاد دلائیں گے کہ یہ دنیا ہے اور یہاں کے ایک ایک عمل کا ایک دن حساب دینا ہے۔

نفس کا فنا کا اقرار کر لینا: یہ اگرچہ ایک دشوار کام ہے لیکن انسانی تربیت کے لئے نہایت مؤثر ہے کہ انسان کا نفس اس بات کو تسلیم کر لے کہ اسے ایک دن فنا کے گھاٹ اُترنا ہے اور دوسروں کی طرح اسے بھی اس دنیائے فانی کو چھوڑ کے جانا ہے۔

نفس کو بصیرت عطا کرنا: نفس اسی وقت فنا کا اقرار کر سکتا ہے جب اسے دنیا کے مصائب و

آلام دکھا کر بصیرت عطا کی جائے۔ جب وہ بصیرت حاصل کر لے گا تو دنیا کی محبت کو کبھی گلے نہیں لگائے گا۔

نفس کو خائف کرنا: یعنی انسنا ہمیشہ نفس کو زمانے کے خطرات سے ڈراتا ہے کیونکہ جب حالات مختلف شکلوں میں حملہ آور ہوتے ہیں تو انسان کا نفس ڈگمگا جاتا ہے۔ گمراہی، کجروی، شیطان نما انسانوں کے سیاسی واقتصادی حملوں کے خطرات اگر نفس کے مدنظر ہوں گے تو وہ رام رہے گا۔

گزشتہ لوگوں اور اُمتوں کی تاریخ سے عبرت حاصل کرنا: نفس کو تلقین کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ انسان گزشتہ قوموں اور اُمتوں کی زندگی اور ان کے اعمال وانجام پر نظر کرے اور ان سے عبرت لیتا رہے تاکہ وہ خود اس سرنوشت کا شکار نہ ہو جس کا شکار وہ اُمتیں ہوئی ہیں۔ قرآنی داستانیں اس کی بہترین مثال پیش کرتی ہیں۔ قومِ عاد، قومِ ثمود اور بنی اسرائیل اس کے واضح نمونے ہیں۔

گزشتہ لوگوں کے آثار سے درس لینا: عبرت کے لئے نہ صرف گزشتہ افراد اور اُمتوں کی تاریخ کا مطالعہ بلکہ زمین پر ان کے جو آثار بکھرے پڑے ہیں ان کا بھی مشاہدہ کرے اور ان میں غور وفکر کر کے عبرت حاصل کرے۔ مصر وروم ویونان اور دوسری سرزمینوں پر آج بھی گزشتہ قوموں اور انبیا کی اُمتوں کے آثار موجود ہیں جو مایۂ عبرت اور قابل درس ہیں۔ ان چیزوں کی وصیت کا مقصد یہ ہے کہ انسان اس بات کی طرف متوجہ ہو کہ وہ بھی ایک دن تاریخ بن کر رہ جائے گا اس لئے وہ ایسی تاریخ رقم کرے جو دوسرے کے لئے نمونہ عمل ہو۔

آخرت کو دنیا کے بدلے میں نہ بیچنا: پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایت کے مطابق دنیا آخرت کی کھیتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا صرف ایک ذریعہ ہے اور اصل منزل آخرت ہے جہاں اسے پھل حاصل کرنا ہے لیکن اگر کوئی دنیا ہی میں آخرت کو بیچ دے تو اسے وہاں کچھ نصیب ہونے والا نہیں ہے اور یہ کتنے گھاٹے کا سودا ہے کہ انسان چار دن کی وقتی زندگی کو آخرت کی ابدی

زندگی پر ترجیح دے۔

اگر علم نہ ہو تو سکوت بہتر ہے: یہ زندگی کا ایک اہم دستور ہے کہ انسان اسی موضوع اور چیز سے متعلق گفتگو کرے جس سے متعلق علم رکھتا ہو اور جس چیز کا اسے علم نہیں وہاں خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔خود امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: اگر تم سے کچی چیز کے بارے میں پوچھا جائے اور تمہیں اس کا علم نہ ہو تو یہ کہنے میں ہرگز نہ شرماؤ کہ ’’مجھے نہیں معلوم‘‘

غیر مربوط امور میں خاموشی: صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ انسان علم نہ ہونے کی صورت میں اظہارِ علم نہ کرے بلکہ وہ باتیں اور وہ چیزیں جو انسان سے مربوط نہ ہوں وہاں بھی مداخلت کی کوشش نہ کرے چاہے اسے کے پاس علم بھی ہو۔یعنی انسان وہاں بولے جہاں اسے بولنا چاہیے اور اتنا بولے جتنا بولنا چاہیے۔

مشکوک امور سے باز رہنا: زندگی میں بہت سے امور ایسے بھی پیش آتے ہیں جو انسان کے لئے واضح نہیں ہوتے ،ان کا صحیح یا غلط ہونا،حلال یا حرام ہونا،جائز یا ناجائز ہونا انسان کے لئے مشکوک ہوتا ہے اور اس کے انجام سے بھی بے خبر ہوتا ہے ایسے امور میں فائدہ اور نجات کے بجائے نقصان اور ہلاکت کا اندیشہ بہت زیادہ رہتا ہے اس لئے ایسے امور میں اپنے آپ کو روک لینا ہی بہتر ہے۔

معاشرتی ذمہ داریاں

وَ أْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ تَكُنْ مِنْ أَهْلِهِ وَ أَنْكِرِ الْمُنْكَرَ بِيَدِكَ وَ لِسَانِكَ وَ بَايِنْ مَنْ فَعَلَهُ بِجُهْدِكَ وَ جَاهِدْ فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهِ وَ لَا تَأْخُذْكَ فِي اللهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ وَ خُضِ الْغَمَرَاتِ لِلْحَقِّ حَيْثُ كَانَ وَ تَفَقَّهْ فِي الدِّينِ وَ عَوِّدْ نَفْسَكَ التَّصَبُّرَ عَلَى الْمَكْرُوهِ وَ نِعْمَ الْخُلُقُ التَّصَبُّرُ فِي الْحَقِّ وَ أَلْجِئْ نَفْسَكَ فِي أُمُورِكَ كُلِّهَا إِلَى إِلَهِكَ فَإِنَّكَ تُلْجِئُهَا إِلَى كَهْفٍ حَرِيزٍ وَ

مَانِعٍ عَزِيزٍ وَ أَخْلِصْ فِي الْمَسْأَلَةِ لِرَبِّكَ فَإِنَّ بِيَدِهِ الْعَطَاءَ وَ الْحِرْمَانَ وَ أَكْثِرِ الِاسْتِخَارَةَ وَ تَفَهَّمْ وَصِيَّتِي وَ لَا تَذْهَبَنَّ عَنْكَ صَفْحاً فَإِنَّ خَيْرَ الْقَوْلِ مَا نَفَعَ وَ اعْلَمْ أَنَّهُ لَا خَيْرَ فِي عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَ لَا يُنْتَفَعُ بِعِلْمٍ لَا يَحِقُّ تَعَلُّمُهُ

ترجمہ: نیکی کی تلقین کرو تاکہ خود بھی اہل خیر میں محسوب ہو۔ ہاتھ اور زبان کے ذریعہ برائی کو روکتے رہو۔ جہاں تک ہو سکے بروں سے الگ رہو۔ خدا کی راہ میں جہاد کا حق ادا کرو۔ اور اس کے بارے میں کسی کی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اثر نہ لو حق جہاں ہو، سختیوں میں پھاند کر اس تک پہنچ جاؤ۔ دین میں سوجھ بوجھ پیدا کرو۔ سختیوں کو جھیل لے جانے کے خوگر بنو حق کی راہ میں صبر و شکیبائی بہترین سیرت ہے۔ ہر معاملہ میں اپنے کو اللہ کے حوالے کر دو۔ کیونکہ ایسا کرنے سے تم اپنے کو ایک مضبوط پناہ گاہ اور قوی محافظ کے سپرد کر دو گے۔ صرف اپنے پروردگار سے سوال کرو، کیونکہ دینا اور نہ دینا بس اسی کے اختیار میں ہے۔ زیادہ سے زیادہ اپنے اللہ سے بھلائی کے طالب ہو۔ میری وصیت کو سمجھو اور اس سے روگردانی نہ کرو۔ اچھی بات وہی ہے جو فائدہ دے اور اس علم میں کوئی بھلائی نہیں جو فائدہ رساں نہ ہو اور جس علم کا سیکھنا سزاوار نہ ہو، اس سے کوئی فائدہ بھی نہیں اٹھایا جا سکتا۔

توضیح وتشریح:

انسان صرف اپنے آپ کی تربیت اور خودسازی کا ذمہ دار نہیں بلکہ اسلام نے اسے معاشرتی امور میں بھی ذمہ دار بنایا ہے اور دوسروں سے متعلق اس کی ذمہ داریاں معین کی ہیں۔ ان میں بعض ذمہ داریاں امام علیہ السلام نے اس وصیت میں بیان فرمائی ہیں:

امر بالمعروف و نہی عن المنکر: دوسروں کو نیکیوں کی طرف راغب کرنا اور برائیوں سے بچنے

کی تلقین کرنا بلکہ واجبات کا حکم دینا اور گناہوں سے روکنا ایک مسلمان کی معاشرتی ذمہ داری ہے حتیٰ اس کے لئے ممکن ہے کبھی تمہیں زورِ بازو بھی استعمال کرنا پڑے لیکن اس کی اپنی شرائط، مراحل اور تقاضے ہیں جن کا سمجھنا ضروری ہے اور یہ ایسی ذمہ داری ہے جسے ہر ایک انجام نہیں دے سکتا۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان اپنی دانست میں معروف انجام دیتا ہے لیکن وہ درحقیقت منکر ہوتا ہے۔

بُرے افراد سے دوری اختیار کرنا: بُرے افراد کے ساتھ دوستی اور بُری محفل میں نشست و برخاست کا انسان کے اعمال و کردار پر گہرا اثر پڑتا ہے اس لئے ان سے گریز ہی بہتر ہے البتہ اس کا مطلب مطلق طور پر ممانعت نہیں ہے بلکہ بعض اوقات بُرے لوگوں کو برائی سے نکالنے کے لئے ان کے ساتھ میل جول بھی کرنا پڑتا ہے۔ یہاں ان مواقع کی بات کی جارہی ہے جہاں انسان کی گمراہی کا امکان ہو۔ جیسے سینما، کلب، شادی بیاہ کی وہ محفلیں جہاں گانا بجتا ہو، ایسی محفلیں جن میں عام طور پر غیبت ہوتی ہو۔

خدا کی راہ میں جہاد: یہاں جہاد سے مراد خدا کی راہ میں ہر طرح کی کوشش اور اس کی راہ میں سختیاں اُٹھانا ہے کیونکہ جو شخص سختیوں کو تحمل نہ کرسکتا ہو وہ خدا کے لئے کام نہیں کرسکتا ہے۔

ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ گھبرانا: جب انسان خدا کی راہ میں قدم اُٹھاتا ہے تو سینکڑوں مشکلات اور رکاوٹیں اس کی راہ میں حائل ہوتی ہیں جن میں سے ایک بڑی مشکل مختلف افراد کے طعنے، ملامتیں اور سرزنشیں ہیں لیکن جو خدا کے لئے نکلا ہو وہ ان چیزوں سے گھبرا کر پیچھے نہیں ہٹتا بلکہ اپنے راستہ پر چلتا رہتا ہے۔ وہ حق کے لئے قدم بڑھاتا ہے اور اس راہ میں تمام سختیاں جھیلتا ہے جیسے ہمارے آئمہ نے کیا۔

مکمل آگاہی: معاشرتی ذمہ داریاں انجام دینے کی ایک شرط دین سے مکمل آگاہی ہے۔ البتہ اس سے مراد کتابوں کا علم نہیں بلکہ حقیقت دین کا علم اور دینی بصیرت ہے جس کے لئے مدرسہ اور کتابیں صرف ایک مقدمہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

تمام امور کو خدا کے سپرد کرنا: خدا کی راہ میں کوشش کرے، سختیاں برداشت کرے، اپنی ذمہ داریاں انجام دے لیکن ان تمام امور میں کبھی اپنی ذات پر یا دوسروں پر تکیہ نہ کرے بلکہ سب کچھ اس کے سپرد کر دے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ خدا سے دعا فرمایا کرتے تھے کہ خدایا مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی میری ذات پر نہ چھوڑنا بلکہ میرے تمام امور کی باگ ڈور تیرے ہاتھ میں رہے اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کی بارگاہ میں خلوصِ دل کے ساتھ دعا کرے، ہر کام کے لئے اس سے طلبِ خیر کرے۔

تربیتِ اولاد کی فکر

أَیْ بُنَیَّ إِنِّی لَمَّا رَأَیْتُنِی قَدْ بَلَغْتُ سِنّاً وَ رَأَیْتُنِی أَزْدَادُ وَهْناً بَادَرْتُ بِوَصِیَّتِی إِلَیْكَ وَ أَوْرَدْتُ خِصَالًا مِنْهَا قَبْلَ أَنْ یَعْجَلَ بِی أَجَلِی دُونَ أَنْ أُفْضِیَ إِلَیْكَ بِمَا فِی نَفْسِی أَوْ أَنْ أُنْقَصَ فِی رَأْیِی كَمَا نُقِصْتُ فِی جِسْمِی أَوْ یَسْبِقَنِی إِلَیْكَ بَعْضُ غَلَبَاتِ الْهَوَی وَ فِتَنِ الدُّنْیَا فَتَكُونَ كَالصَّعْبِ النَّفُورِ وَ إِنَّمَا قَلْبُ الْحَدَثِ كَالْأَرْضِ الْخَالِیَةِ مَا أُلْقِیَ فِیهَا مِنْ شَیْءٍ قَبِلَتْهُ فَبَادَرْتُكَ بِالْأَدَبِ قَبْلَ أَنْ یَقْسُوَ قَلْبُكَ وَ یَشْتَغِلَ لُبُّكَ لِتَسْتَقْبِلَ بِجِدِّ رَأْیِكَ مِنَ الْأَمْرِ مَا قَدْ كَفَاكَ أَهْلُ التَّجَارِبِ بُغْیَتَهُ وَ تَجْرِبَتَهُ فَتَكُونَ قَدْ كُفِیتَ مَئُونَةَ الطَّلَبِ وَ عُوفِیتَ مِنْ عِلَاجِ التَّجْرِبَةِ فَأَتَاكَ مِنْ ذَلِكَ مَا قَدْ كُنَّا نَأْتِیهِ وَ اسْتَبَانَ لَكَ مَا رُبَّمَا أَظْلَمَ عَلَیْنَا مِنْهُ أَیْ بُنَیَّ إِنِّی وَ إِنْ لَمْ أَكُنْ عُمِّرْتُ عُمُرَ مَنْ كَانَ قَبْلِی فَقَدْ نَظَرْتُ فِی أَعْمَالِهِمْ وَ فَكَّرْتُ فِی أَخْبَارِهِمْ وَ سِرْتُ فِی آثَارِهِمْ حَتَّی عُدْتُ كَأَحَدِهِمْ بَلْ كَأَنِّی بِمَا انْتَهَی إِلَیَّ مِنْ أُمُورِهِمْ قَدْ عُمِّرْتُ مَعَ أَوَّلِهِمْ إِلَی آخِرِهِمْ فَعَرَفْتُ صَفْوَ ذَلِكَ مِنْ كَدَرِهِ وَ نَفْعَهُ مِنْ ضَرَرِهِ فَاسْتَخْلَصْتُ لَكَ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ نَخِیلَهُ وَ تَوَخَّیْتُ لَكَ جَمِیلَهُ وَ صَرَفْتُ عَنْكَ مَجْهُولَهُ وَ رَأَیْتُ حَیْثُ عَنَانِی مِنْ أَمْرِكَ مَا یَعْنِی الْوَالِدَ الشَّفِیقَ وَ أَجْمَعْتُ عَلَیْهِ مِنْ أَدَبِكَ أَنْ یَكُونَ ذَلِكَ وَ أَنْتَ مُقْبِلُ الْعُمُرِ وَ مُقْتَبَلُ الدَّهْرِ ذُو نِیَّةٍ سَلِیمَةٍ وَ نَفْسٍ

صَافِيَةٍ

ترجمہ: اے فرزند! جب میں نے دیکھا کہ کافی عمر تک پہنچ چکا ہوں اور دن بدن ضعف بڑھتا جا رہا ہے تو میں نے وصیت کرنے میں جلدی کی اور اس میں کچھ اہم مضامین درج کئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ موت میری طرف سبقت کر جائے یا اور دل کی بات دل ہی میں رہ جائے یا بدن کی طرح عقل و رائے بھی کمزور پڑ جائے یا وصیت سے پہلے ہی تم پر کچھ خواہشات کا تسلط ہو جائے، یا دنیا کے جھمیلے تمہیں گھیر لیں ک تم بھڑک اٹھنے والے منہ زور اونٹ کی طرح ہو جاؤ۔ کیونکہ کم سن کا دل اس خالی زمین کے مانند ہوتا ہے، جس میں جو بیج ڈالا جاتا ہے اسے قبول کر لیتی ہے۔ لہٰذا قبل اس کے کہ تمہارا دل سخت ہو جائے اور تمہارا ذہن دوسری باتوں میں لگ جائے۔ میں نے تعلیم دینے کے لیے قدم اٹھایا تا کہ تم عقل سلیم کے ذریعہ ان چیزوں کے قبول کرنے میں آمادہ ہو جاؤ کہ جن کی آزمائش اور تجربہ کی زحمت سے تجربہ کاروں نے تمہیں بچا لیا ہے اس طرح تم تلاش کی زحمت سے مستغنیٰ اور تجربہ کی کلفتوں سے آسودہ ہو جاؤ گے۔ اور تجربہ و علم کی وہ باتیں (بے تعب و مشقت) تم تک پہنچ رہی ہیں کہ جن پر ہم مطلع ہوئے اور پھر وہ چیزیں بھی اجاگر ہو کر تمہارے سامنے آ رہی ہیں کہ جن میں سے کچھ ممکن ہے۔ ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئی ہوں۔

اے فرزند! اگرچہ میں نے اتنی عمر نہیں پائی جتنی اگلے لوگوں کی ہوا کرتی تھیں۔ پھر بھی میں نے ان کی کارگزاریوں کو دیکھا، ان کے حالات و واقعات میں غور کیا اور ان کے چھوڑے ہوئے نشانات میں سیر و سیاحت کی، یہاں تک کہ گویا میں بھی انہی میں کا ایک ہو چکا ہوں۔ بلکہ ان سب کے حالات و معلومات جو مجھ تک پہنچ گئے ہیں ان کی وجہ سے ایسا ہے کہ گویا میں ان کے اوّل سے لے کر آخر تک کے ساتھ زندگی گزاری ہے۔ چنانچہ میں نے صاف کو گندلے اور نفع کو نقصان سے الگ کر کے پہچان لیا ہے اور اب سب کا نچوڑ تمہارے لیے مخصوص کر رہا ہوں اور میں نے خوبیوں کو چن چن کر تمہارے لیے سمیٹ دیا ہے اور بے معنی چیزوں کو تم سے جدا رکھا ہے۔ اور چونکہ مجھے

تمہاری ہر بات کا اتنا ہی خیال ہے جتنا ایک شفیق باپ کو ہونا چاہیے اور تمہاری اخلاقی تربیت بھی پیشِ نظر ہے لہٰذا مناسب سمجھا ہے کہ یہ تعلیم و تربیت اس حالت میں ہو کہ تم نوعمر اور بساطِ دہر پر تازہ وارد ہو، اور تمہاری نیت کھری اور نفس پاکیزہ ہے

توضیح وتشریح

وصیت کے اس حصہ میں امیر المومنین علیہ السلام اولاد کے تئیں ایک دلسوز باپ کی ذمہ داری کو بیان فرما رہے ہیں کہ اسے کس طرح اولاد کی تربیت کی فکر ہونی چاہیے اور اس کے لئے چند اہم نکات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں:

- اس سے پہلے زمانہ کا گرد و غبار انسان کی عمر کو ڈھانپ دے اسے چاہیے کہ اپنی اولاد کو اپنی پختہ عمر کے تجربات سے آگاہ کرے تا کہ وہ زمانہ کی تیز و تند ہواؤں کا مقابلہ کرنا سیکھ جائیں۔
- جوان کا دل اس نرم و نازک ٹہنی کی طرح ہے جسے جس طرف چاہیں موڑ دیں لیکن اگر وہ سخت اور مضبوط ہو جائے تو اسے سیدھا نہیں کیا جا سکتا بلکہ صرف توڑا جا سکتا ہے اس لئے اولاد کی تربیت میں کسی طرح کی غفلت یا تاخیر مناسب نہیں ہے۔
- جوانوں کے لئے اپنے بزرگوں کے تجربات سے مطلع ہونا ضروری ہے تا کہ وہ ان تجربات پر دوبارہ تجربہ نہ کریں بلکہ ان سے آگے نکل کر تجربات کی نئی دنیا میں داخل ہوں۔

تربیت کا انداز

وَ أَنْ أَبْتَدِئَكَ بِتَعْلِيمِ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ تَأْوِيلِهِ وَ شَرَائِعِ الْإِسْلَامِ وَ أَحْكَامِهِ وَ حَلَالِهِ وَ حَرَامِهِ لَا أُجَاوِزُ ذٰلِكَ بِكَ إِلَى غَيْرِهِ ثُمَّ أَشْفَقْتُ أَنْ يَلْتَبِسَ عَلَيْكَ مَا اخْتَلَفَ النَّاسُ فِيهِ مِنْ أَهْوَائِهِمْ وَ آرَائِهِمْ مِثْلَ الَّذِي الْتَبَسَ عَلَيْهِمْ فَكَانَ إِحْكَامُ ذٰلِكَ عَلَى

مَا كَرِهْتُ مِنْ تَنْبِيهِكَ لَهُ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ إِسْلَامِكَ إِلَى أَمْرٍ لَا آمَنُ عَلَيْكَ بِهِ الْهَلَكَةَ وَ رَجَوْتُ أَنْ يُوَفِّقَكَ اللهُ فِيهِ لِرُشْدِكَ وَ أَنْ يَهْدِيَكَ لِقَصْدِكَ فَعَهِدْتُ إِلَيْكَ وَصِيَّتِي هَذِهِ وَ اعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّ أَحَبَّ مَا أَنْتَ آخِذٌ بِهِ إِلَيَّ مِنْ وَصِيَّتِي تَقْوَى اللهِ وَ الِاقْتِصَارُ عَلَى مَا فَرَضَهُ اللهُ عَلَيْكَ وَ الْأَخْذُ بِمَا مَضَى عَلَيْهِ الْأَوَّلُونَ مِنْ آبَائِكَ وَ الصَّالِحُونَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِكَ فَإِنَّهُمْ لَمْ يَدَعُوا أَنْ نَظَرُوا لِأَنْفُسِهِمْ كَمَا أَنْتَ نَاظِرٌ وَ فَكَّرُوا كَمَا أَنْتَ مُفَكِّرٌ ثُمَّ رَدَّهُمْ آخِرُ ذَلِكَ إِلَى الْأَخْذِ بِمَا عَرَفُوا وَ الْإِمْسَاكِ عَمَّا لَمْ يُكَلَّفُوا فَإِنْ أَبَتْ نَفْسُكَ أَنْ تَقْبَلَ ذَلِكَ دُونَ أَنْ تَعْلَمَ كَمَا عَلِمُوا فَلْيَكُنْ طَلَبُكَ ذَلِكَ بِتَفَهُّمٍ وَ تَعَلُّمٍ لَا بِتَوَرُّطِ الشُّبُهَاتِ وَ عُلَقِ الْخُصُومَاتِ وَ ابْدَأْ قَبْلَ نَظَرِكَ فِي ذَلِكَ بِالِاسْتِعَانَةِ بِإِلَهِكَ وَ الرَّغْبَةِ إِلَيْهِ فِي تَوْفِيقِكَ وَ تَرْكِ كُلِّ شَائِبَةٍ أَوْلَجَتْكَ فِي شُبْهَةٍ أَوْ أَسْلَمَتْكَ إِلَى ضَلَالَةٍ فَإِنْ أَيْقَنْتَ أَنْ قَدْ صَفَا قَلْبُكَ فَخَشَعَ وَ تَمَّ رَأْيُكَ فَاجْتَمَعَ وَ كَانَ هَمُّكَ فِي ذَلِكَ هَمّاً وَاحِداً فَانْظُرْ فِيمَا فَسَّرْتُ لَكَ وَ إِنْ لَمْ يَجْتَمِعْ لَكَ مَا تُحِبُّ مِنْ نَفْسِكَ وَ فَرَاغِ نَظَرِكَ وَ فِكْرِكَ فَاعْلَمْ أَنَّكَ إِنَّمَا تَخْبِطُ الْعَشْوَاءَ وَ تَتَوَرَّطُ الظَّلْمَاءَ وَ لَيْسَ طَالِبُ الدِّينِ مَنْ خَبَطَ أَوْ خَلَطَ وَ الْإِمْسَاكُ عَنْ ذَلِكَ أَمْثَلُ

ترجمہ: اور میں نے چاہا تھا کہ پہلے کتاب خدا احکام شرع اور حلال وحرام کی تعلیم دوں اور اس کے علاوہ دوسری چیزوں کا رخ نہ کروں۔ لیکن یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں وہ چیزیں جن میں لوگوں کے عقائد اور مذہبی خیالات میں اختلاف ہے، تم پر اسی طرح مشتبہ ہوگئی ہیں۔ باوجود یکہ ان غلط عقائد کا تذکرہ تم سے مجھے ناپسند تھا۔ مگر اس پہلو کو مضبوط کر دینا تمہارے لیے مجھے بہتر معلوم ہوا۔ اس سے تمہیں ایسی صورت حال کے سپرد کر دوں جس میں مجھے تمہارے لیے ہلاکت وتباہی کا خطرہ ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تمہیں ہدایت کی توفیق دے گا۔ اور صحیح راستے کی رہنمائی کرے گا۔ ان وجوہ سے تمہیں وصیت نامہ لکھتا ہوں۔

بیٹا یادرکھو! کہ میری وصیت سے جن چیزوں کی تمہیں پابندی کرنا ہے ان میں سب سے زیادہ میری نظر میں جس چیز کی اہمیت ہے وہ اللہ کا تقویٰ ہے اور یہ کہ جو فرائض اللہ کی طرف سے تم پر عائد ہیں ان پر اکتفا کرو، اور جس راہ پر تمہارے آباؤاجداد اور تمہارے گھرانے کے افراد چلتے رہے ہیں اسی پر چلتے رہو۔ کیونکہ جس طرح تم اپنے لیے نظر وفکر کر سکتے ہو انہوں نے اس نظر و فکر میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ مگر انتہائی غور وفکر نے بھی ان کو اسی نتیجہ تک پہنچایا۔ کہ جو انہیں اپنے فرائض معلوم ہوں۔ ان پر اکتفا کریں اور غیر متعلق چیزوں سے قدم روک لیں۔ لیکن تمہارا نفس اس کے لیے تیار نہ ہو کہ بغیر ذاتی تحقیق سے علم حاصل کئے ہوئے جس طرح انہوں نے حاصل کیا تھا، ان باتوں کو قبول کرے تو بہر حال یہ لازم ہے کہ تمہارے طلب کا انداز سیکھنے اور سمجھنے کا ہو نہ شبہات میں پھاند پڑنے اور بحث ونزاع میں الجھنے کا اور اس فکر ونظر کو شروع کرنے سے پہلے اللہ سے مدد کے خواستگار ہو، اور اس سے توفیق وتائید کی دعا کرو، اور ہر اس وہم کے شائبہ سے اپنا دامن بچاؤ کہ جو تمہیں شبہ میں ڈال دے، یا گمراہی میں چھوڑ دے اور جب یہ یقین ہو جائے ک اب تمہارا دل صاف ہو گیا ہے اور اس میں اثر لینے کی صلاحیت پیدا ہو گئی ہے اور ذہن پورے طور پر یکسوئی کے ساتھ تیار ہے ، اور تمہارا ذوق وشوق ایک نقطہ پر جم گیا ہے تو پھر ان مسائل پر غور کرو جو میں نے تمہارے سامنے بیان کئے ہیں، لیکن تمہارے حسب منشا دل کی یکسوئی اور نظر وفکر کی آسودگی حاصل نہیں ہوئی ہے تو سمجھ لو کہ تم ابھی اس وادی میں شبکور اونٹنی کی طرح ہاتھ پیر مار رہے ہو اور جو دین (کی حقیقت) کا طلب گار ہو وہ تاریکی میں ہاتھ پاؤں نہیں مارتا اور نہ غلط مبحث کرتا ہے۔ اس حالت میں قدم نہ رکھنا اس وادی میں بہتر ہے۔

توضیح وتشریح

امام علیہ السلام جہاں اس نکتہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ ایک باپ کو اولاد کی تربیت کی فکر

ہونی چاہیے وہیں اندازِ تربیت بھی بتاتے ہیں کہ وہ کس طرح اور کن چیزوں کے ذریعہ اپنی اولاد کی تربیت کرے اور اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا کہ بسا اوقات اولاد کی تربیت میں کچھ ایسے موضوعات بھی سمجھانا پڑتے ہیں جن کا ذکر کرنا ایک باپ کے لئے ناپسند ہوتا ہے لیکن اُن کا نہ بتانا نقصان دہ ہوسکتا ہے:

تعلیم قرآن: قرآن ہدایت وسعادت کا سب سے عظیم منشور ہے اور انسانی تربیت کے لئے جو نسخہ ممکن تھا وہ اس میں بیان کر دیا گیا ہے اس لئے کتابِ خدا کی تعلیم انسان کے لئے فکری غذا بھی فراہم کرتی ہے اور روح کی آبیاری بھی کریت ہے اور اگر کوئی نوجوانی اور جوانی میں قرآن سے مانوس ہوجائے تو اس کی تربیت کے لئے یہی کافی ہے۔

حلال واحکام کی تعلیم: ایک باپ کا فرض ہے کہ بیٹے کے بالغ ہونے سے پہلے اسے احکام خداوندی کی طرف متوجہ کرے اور بالغ ہوتے ہی اسے خدا کے حلال وحرام سکھائے تا کہ وہ زندگی کے تمام مراحل کو شریعت کے دائرے میں گزارے۔ ہمارے سماج کے والدین اسے اپنی ذمہ داری نہیں سمجھتے بلکہ علما کی ذمہ داری سمجھتے ہیں جبکہ اس کے سب سے پہلے ذمہ دار ماں باپ ہیں۔

اگرچہ ان دو چیزوں کی تعلیم کے بعد ایک باپ مطمئن ہوسکتا ہے کہ اس نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے لیکن انسان کسی وقت بھی نفسانی خواہشات اور زمانے کی ظلمانی ہواؤں کی زد میں آسکتا ہے اس لئے امام باریک بینی کے ساتھ جزئی چیزوں کی وصیت فرماتے ہیں:

تقوائے الٰہی: تقوائے الٰہی اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ امام دوسری بار اپنے عزیز بیٹے کو اس کی وصیت کرتے ہیں کیونکہ یہی وہ طاقت ہے جو انسان کو لغزشوں سے بچا سکتی ہے۔

احکامِ خداوندی پر تکیہ: اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خدا نے جو چیزیں واجب کی ہیں ان پر اکتفا کرو لیکن اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ صرف خدا کے احکام کی طرف توجہ رکھو باقی لوگ کیا کہتے ہیں اس کی طرف کان نہ دھرو کیونکہ تمہارے لئے اللہ اور اس کا بتایا ہوا راستہ ہی کافی ہے۔

صالح افراد کی پیروی: ممکن ہے بعض اوقات انسان کے لئے راستہ واضح نہ ہو اور اس کے لئے یہ سمجھنا مشکل ہو کہ کون سا راستہ صحیح ہے ایسے میزان خدا کے صالح بندے ہیں وہی بتا سکتے ہیں کہ خدا کا راستہ کون سا ہے۔ اور ان میں سرفہرست خود امیر المومنین اور اہل بیت علیہم السلام ہیں کیونکہ خود خدا اور اس کے رسول نے قرآن کے بعد انہیں کے دامن سے تمسک کی تلقین کی ہے جس کی بہترین دلیل حدیث ثقلین ہے۔

غور و فکر سے کام لینا: اگر اس کے لئے بندگانِ صالح کا راستہ پیچیدہ ہو یا اس کی روح ان کی باتوں کے سامنے تسلیم نہ ہو تو یوں ہی آنکھ بند کر کے راستے کا انتخاب نہ کرے بلکہ علم و عقل سے کام لے، سوچے سمجھے، غور و فکر کرے اور پھر راستے کا انتخاب کرے کیونکہ اگر ایسا نہیں کرے گا تو شبہات کی تاریک وادی میں اتر جائے گا جہاں سے نجات پانا آسان نہیں ہے۔

خدا سے مدد کی درخواست: اور جب حق و حقیقت اور صحیح راستے کی تلاش میں نکلے تو خدا سے مدد کی درخواست کرے کہ وہ خود اس کی راہنمائی فرمائے کیونکہ وہ جس کی ہدایت فرمائے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔

اسلامی و توحیدی تصورِ کائنات

فَتَفَهَّمْ يَا بُنَيَّ وَصِيَّتِي وَ اعْلَمْ أَنَّ مَالِكَ الْمَوْتِ هُوَ مَالِكُ الْحَيَاةِ وَ أَنَّ الْخَالِقَ هُوَ الْمُمِيتُ وَ أَنَّ الْمُفْنِيَ هُوَ الْمُعِيدُ وَ أَنَّ الْمُبْتَلِيَ هُوَ الْمُعَافِي وَ أَنَّ الدُّنْيَا لَمْ تَكُنْ لِتَسْتَقِرَّ إِلَّا عَلَى مَا جَعَلَهَا اللهُ عَلَيْهِ مِنَ النَّعْمَاءِ وَ الِابْتِلَاءِ وَ الْجَزَاءِ فِي الْمَعَادِ أَوْ مَا شَاءَ مِمَّا لَا تَعْلَمُ فَإِنْ أَشْكَلَ عَلَيْكَ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ فَاحْمِلْهُ عَلَى جَهَالَتِكَ فَإِنَّكَ أَوَّلُ مَا خُلِقْتَ بِهِ جَاهِلًا ثُمَّ عُلِّمْتَ وَ مَا أَكْثَرَ مَا تَجْهَلُ مِنَ الْأَمْرِ وَ يَتَحَيَّرُ فِيهِ رَأْيُكَ وَ يَضِلُّ فِيهِ بَصَرُكَ ثُمَّ تُبْصِرُهُ بَعْدَ ذَلِكَ فَاعْتَصِمْ بِالَّذِي خَلَقَكَ وَ رَزَقَكَ وَ سَوَّاكَ وَ لْيَكُنْ لَهُ تَعَبُّدُكَ وَ

إِلَيْهِ رَغْبَتُكَ وَ مِنْهُ شَفَقَتُكَ وَ اعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّ أَحَداً لَمْ يُنْبِئْ عَنِ اللهِ سُبْحَانَهُ كَمَا أَنْبَأَ عَنْهُ الرَّسُولُ (صلی اللہ علیہ وآلہ) فَارْضَ بِهِ رَائِداً وَ إِلَى النَّجَاةِ قَائِداً فَإِنِّي لَمْ آلُكَ نَصِيحَةً وَ إِنَّكَ لَنْ تَبْلُغَ فِي النَّظَرِ لِنَفْسِكَ وَ إِنِ اجْتَهَدْتَ مَبْلَغَ نَظَرِي لَكَ وَ اعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّهُ لَوْ كَانَ لِرَبِّكَ شَرِيكٌ لَأَتَتْكَ رُسُلُهُ وَ لَرَأَيْتَ آثَارَ مُلْكِهِ وَ سُلْطَانِهِ وَ لَعَرَفْتَ أَفْعَالَهُ وَ صِفَاتِهِ وَ لَكِنَّهُ إِلَهٌ وَاحِدٌ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ لَا يُضَادُّهُ فِي مُلْكِهِ أَحَدٌ وَ لَا يَزُولُ أَبَداً وَ لَمْ يَزَلْ أَوَّلٌ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ بِلَا أَوَّلِيَّةٍ وَ آخِرٌ بَعْدَ الْأَشْيَاءِ بِلَا نِهَايَةٍ عَظُمَ عَنْ أَنْ تَثْبُتَ رُبُوبِيَّتُهُ بِإِحَاطَةِ قَلْبٍ أَوْ بَصَرٍ فَإِذَا عَرَفْتَ ذَلِكَ فَافْعَلْ كَمَا يَنْبَغِي لِمِثْلِكَ أَنْ يَفْعَلَهُ فِي صِغَرِ خَطَرِهِ وَ قِلَّةِ مَقْدِرَتِهِ وَ كَثْرَةِ عَجْزِهِ و عَظِيمِ حَاجَتِهِ إِلَى رَبِّهِ فِي طَلَبِ طَاعَتِهِ وَ الْخَشْيَةِ مِنْ عُقُوبَتِهِ وَ الشَّفَقَةِ مِنْ سُخْطِهِ فَإِنَّهُ لَمْ يَأْمُرْكَ إِلَّا بِحَسَنٍ وَ لَمْ يَنْهَكَ إِلَّا عَنْ قَبِيحٍ

ترجمہ: اب اے فرزند! میری وصیت کو سمجھو، اور یہ یقین رکھو کہ جس کے ہاتھ میں موت ہے، اسی کے ہاتھ میں زندگی بھی ہے اور جو پیدا کرنے والا ہے وہی مارنے والا بھی ہے اور جو نیست و نابود کرنے والا ہے وہی صحت عطا کرنے والا بھی ہے اور بہر حال دنیا کا نظام وہی رہے گا جو اللہ نے اس کے لیے مقرر کر دیا ہے۔ نعمتوں کا دینا ابتلا و آزمائش میں ڈالنا، اور آخرت میں جزا دینا یا وہ کہ جو اس کی مشیت میں گزر چکا ہے اور ہم اسے نہیں جانتے تو جو چیز اس میں تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو اسے اپنی لاعلمی پر محمول کرو۔ کیونکہ جب تم پہلے پہل پیدا ہوئے تھے، تو کچھ نہ جانتے تھے بعد میں تمہیں سکھایا گیا اور ابھی کتنی ہی ایسی چیزیں ہیں کہ جن سے تم بے خبر ہو کہ ان میں پہلے تمہارا ذہن پریشان ہوتا ہے اور نظر بھٹکتی ہے اور پھر انہیں جان لیتے ہو لہٰذا اسی کا دامن تھامو، جس نے تمہیں پیدا کیا، اور رزق دیا، اور معتدل بنایا۔ صرف اسی کی پرستش کرو، اسی کو طلب کرو اسی سے ڈرتے رہو۔

اے فرزند! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ کسی ایک نے بھی اللہ سبحانہ کی تعلیمات کو ایسا پیش نہیں کیا، جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ لہٰذا ان کو بخوشی اپنا پیشوا، اور نجات کا رہبر مانو۔ میں نے تمہیں نصیحت کرنے میں کوئی کمی نہیں کی اور تم کوشش کے باوجود اپنی بہتری کے بارے میں اس حد تک سوچ نہیں سکتے تھے، جس حد تک میں نے تمہارے لیے سوچ لیا ہے۔

اے فرزند! یقین کرو، کہ اگر تمہارے پروردگار کا کوئی شریک ہوتا تو اس کے بھی رسول نظر آتے، اور اس کی سلطنت وفرمانروائی کے بھی آثار دکھائی دیتے اور اس کے افعال وصفات بھی کچھ معلوم ہوتے مگر وہ ایک اکیلا خدا ہے۔ جیسا کہ اس نے خود بیان کیا ہے اس کے ملک میں کوئی اس سے ٹکر نہیں لے سکتا۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ بغیر کسی نقطہ آغاز کے تمام چیزوں سے پہلے ہے اور بغیر کسی انتہائی حد کے سب چیزوں کے بعد ہے، وہ اس سے بلند وبالا ہے کہ اس کی ربوبیت کا اثبات قلب یا نگاہ کے گھیرے میں آجانے سے وابستہ ہو۔ جب تم یہ جان چکے تو پھر عمل کرو۔ ویسا جو تم ایسی مخلوق کو اپنی پست منزلت کم مقدرت اور بڑھی ہوئی عاجزی اور اس کی ناراضگی کے اندیشہ کے ساتھ اپنے پروردگار کی طرف بہت بڑی احتیاج کے ہوتے ہوئے کرنا چاہیے اس نے تمہیں انہی چیزوں کا حکم دیا ہے جو اچھی ہیں اور انہی چیزوں سے منع کیا ہے جو بری ہیں۔

توضیح وتشریح

وصیت کے اس حصہ میں امام علی علیہ السلام نے تصورِ کائنات کو پیش کرتے ہوئے بعض اہم باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے:

ذاتِ خدا کائنات کا مبداء ومحور: خدا ہی سب کا خالق ہے، وہی سب کا مالک ہے، وہی حیات وموت دینے والا ہے اور کائنات میں سب کچھ اسی کے ارادہ اختیار سے ہوتا ہے۔ وہ جس

طرح پیدا کرتا ہے اسی طرح موت بھی دیتا ہے اور جس طرح پہلی مرتبہ پیدا کیا اسی طرح موت دینے کے بعد دوبارہ زندہ بھی کرسکتا ہے۔شاید ان میں سے بہت سی باتیں انسان کے لئے عجیب اوراس کی سمجھ سے باہر ہوں لیکن انسان کوان کا انکار نہیں کرنا چاہیے بلکہ اسے اپنی جہالت پر حمل کرنا چاہیے کیونکہ انسان اسرارِ کائنات سے واقف نہیں ہے بلکہ وہ پیدا ہی جاہل کیا گیا ہے، وہ جتنا جتنا پروان چڑھتا اور آگے بڑھتا ہے اس کی معلومات میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور ساتھ ہی اسے یہ بھی اندازہ ہونے لگتا ہے کہ ابھی وہ جاہل ہی ہے۔اس لئے اس کی توجہ خدا ہی کی طرف ہونی چاہیے کیونکہ وہی اس کا خالق ہے، وہی اس کا رازق ہے اور وہی لائق پرستش ہے۔

خدا کے بعد ذاتِ نبی: خدا کی معرفت انسان پر فرض ہے لیکن یہ اس کے بس سے باہر ہے اس لئے خدا نے انبیاء کو بھیجا جن میں سب سے افضل پیغمبر اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور انسان انہیں کے ذریعہ خدا کو جان سکتا ہے اوراس کی معرفت حاصل کرسکتا ہے بلکہ خدا کی اطاعت کا ذریعہ بھی انہیں کی ذات ہے کیونکہ خدا کا حکم پیغمبر ہی کے ذریعہ انسانوں تک پہنچا ہے۔

خدا لاشریک ہے: وہ خدا جس نے انسانوں کی ہدایت کے لئے انبیا کو بھیجا وہ ہر جہت سے لاشریک ہے اور کائنات میں اس کے سوا کوئی خدا نہیں کیونکہ اگر کوئی اور خدا ہوتا تو وہ بھی پیغمبر بھیجتا، اس کے ذریعہ اپنا پیغام بھیجتا، اس کی خدائی کے آثار کائنات میں نمایاں ہوتے لیکن ایسا کچھ بھی نہیں جس کا مطلب یہی ہے خدا ایک ہی ہے جو ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہے گا۔

خدا کے صفات: اس کے کچھ صفات ہیں جن کے ذریعے انسان اس کی کچھ معرفت حاصل کرسکتا ہے: وہ ایک ہے، ازلی ہے، ابدی ہے، اس کا کوئی آغاز نہیں، اس کا کوئی اختتام بھی نہیں، اس کی قدرت لامحدود ہے، وہی سب کا مالک ہے، وہی سب کا رازق ہے، کائنات میں اسی کا حکم چلتا ہے اور جو راستہ اس نے بتایا ہے وہی بہترین راستہ ہے۔

دنیا و آخرت کی شناخت

يَا بُنَيَّ إِنِّي قَدْ أَنْبَأْتُكَ عَنِ الدُّنْيَا وَ حَالِهَا وَ زَوَالِهَا وَ انْتِقَالِهَا وَ أَنْبَأْتُكَ عَنِ الْآخِرَةِ وَ مَا أُعِدَّ لِأَهْلِهَا فِيهَا وَ ضَرَبْتُ لَكَ فِيهِمَا الْأَمْثَالَ لِتَعْتَبِرَ بِهَا وَ تَحْذُوَ عَلَيْهَا إِنَّمَا مَثَلُ مَنْ خَبَرَ الدُّنْيَا كَمَثَلِ قَوْمٍ سَفْرٍ نَبَا بِهِمْ مَنْزِلٌ جَدِيبٌ فَأَمُّوا مَنْزِلًا خَصِيباً وَ جَنَاباً مَرِيعاً فَاحْتَمَلُوا وَعْثَاءَ الطَّرِيقِ وَ فِرَاقَ الصَّدِيقِ وَ خُشُونَةَ السَّفَرِ وَ جُشُوبَةَ الْمَطْعَمِ لِيَأْتُوا سَعَةَ دَارِهِمْ وَ مَنْزِلَ قَرَارِهِمْ فَلَيْسَ يَجِدُونَ لِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ أَلَماً وَ لَا يَرَوْنَ نَفَقَةً فِيهِ مَغْرَماً وَ لَا شَيْءَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِمَّا قَرَّبَهُمْ مِنْ مَنْزِلِهِمْ وَ أَدْنَاهُمْ مِنْ مَحَلَّتِهِمْ وَ مَثَلُ مَنِ اغْتَرَّ بِهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ كَانُوا بِمَنْزِلٍ خَصِيبٍ فَنَبَا بِهِمْ إِلَى مَنْزِلٍ جَدِيبٍ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِمْ وَ لَا أَفْظَعَ عِنْدَهُمْ مِنْ مُفَارَقَةِ مَا كَانُوا فِيهِ إِلَى مَا يَهْجُمُونَ عَلَيْهِ وَ يَصِيرُونَ إِلَيْهِ

ترجمہ: اے فرزند! میں نے تمہیں دنیا اور اس کی حالت اور اس کی بے ثباتی و ناپائیداری سے خبردار کر دیا ہے اور آخرت اور آخرت والوں کے لیے جو سروسامان عشرت مہیا ہے اس سے بھی آگاہ کر دیا ہے اور ان دونوں کی مثالیں بھی تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ تاکہ ان سے عبرت حاصل کرو اور ان کے تقاضے پر عمل کرو۔ جن لوگوں نے دنیا کو بخوبی پہچان لیا۔ ان کی مثال ان مسافروں کی سی ہے جن کا قحط زدہ منزل سے دل اچاٹ ہوا اور انہوں نے ایک سرسبز و شاداب مقام اور ایک تروتازہ و پر بہار جگہ کا رخ کیا تو انہوں نے راستے کی دشواریوں کو جھیلا، دوستوں کی جدائی برداشت کی، سفر کی صعوبتیں گوارا کیں اور کھانے کی بدمزگیوں پر صبر کیا تاکہ وسیع گھر اور دائمی قرارگاہ تک پہنچ جائیں۔

اس مقصد کی دھن میں انہیں ان سب چیزوں سے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ اور جتنا بھی خرچ ہو جائے اس میں نقصان معلوم نہیں ہوتا۔ انہیں سب سے زیادہ وہی چیز مرغوب ہوتی ہے جو انہیں منزل کے قریب اور مقصد سے نزدیک کر دے اور اس کے برخلاف ان لوگوں کی مثال

جنہوں نے دنیا سے فریب کھایا ان لوگوں کی سی ہے کہ جو ایک شاداب سبزہ زار میں ہوں اور وہاں سے وہ دل برداشتہ ہو جائیں اور اس جگہ کا رخ کرلیں جو خشک سالیوں سے تباہ ہو۔ان کے نزدیک سخت ترین حادثہ یہ ہوگا۔ کہ وہ موجودہ حالت کو چھوڑ کر ادھر جائیں کہ جہاں انہیں اچانک پہنچنا ہے اور بہرصورت وہاں جانا ہے۔

توضیح وتشریح

یہاں امام علیہ السلام دنیا اور آخرت کی حقیقی شناخت کی طرف توجہ دلاتے ہیں اور چند اہم نکات بیان فرماتے ہیں:

- انسان کے لئے دنیا سے زیادہ آخرت اہم ہونی چاہیے اور کسی بھی صورت میں دنیا کو آخرت پر ترجیح نہیں دینا چاہیے۔
- کیونکہ دنیا وقتی و ناپائیدار اور آخرت ابدی و پائیدار ہے اور اگر انسان اس بات کو سمجھنا چاہے تو یہ دیکھے کہ دنیا میں کس قدر مشکلات ہیں اور آخرت میں اس کے لئے کیا کیا نعمتیں مہیا کی گئی ہیں۔
- جب انسان پر آخرت کی حقیقت اور اس کی نعمتیں وابدی سکون واضح ہو جائے تو اس کے لئے دنیا کی سختیوں کو جھیلنا آسان ہو جائے گا چاہے جتنی بھی سنگین ہوں لیکن اگر کوئی سب کچھ جان لینے کے باوجود دنیا کو ترجیح دے تو اس سے بڑا احمق کوئی نہیں ہوگا۔

معاشرتی تعلقات کے معیارات

يَا بُنَيَّ اجْعَلْ نَفْسَكَ مِيزَاناً فِيمَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ غَيْرِكَ فَأَحْبِبْ لِغَيْرِكَ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَ اكْرَهْ لَهُ مَا تَكْرَهُ لَهَا وَ لَا تَظْلِمْ كَمَا لَا تُحِبُّ أَنْ تُظْلَمَ وَ أَحْسِنْ كَمَا تُحِبُّ أَنْ يُحْسَنَ إِلَيْكَ وَ اسْتَقْبِحْ مِنْ نَفْسِكَ مَا تَسْتَقْبِحُهُ مِنْ غَيْرِكَ وَ ارْضَ مِنَ النَّاسِ بِمَا تَرْضَاهُ لَهُمْ

مِنْ نَفْسِكَ وَ لَا تَقُلْ مَا لَا تَعْلَمُ وَإِنْ قَلَّ مَا تَعْلَمُ وَ لَا تَقُلْ مَا لَا تُحِبُّ أَنْ يُقَالَ لَكَ وَ اعْلَمْ أَنَّ الْإِعْجَابَ ضِدُّ الصَّوَابِ وَ آفَةُ الْأَلْبَابِ فَاسْعَ فِي كَدْحِكَ وَ لَا تَكُنْ خَازِناً لِغَيْرِكَ وَإِذَا أَنْتَ هُدِيتَ لِقَصْدِكَ فَكُنْ أَخْشَعَ مَا تَكُونُ لِرَبِّكَ

ترجمہ: اے فرزند! اپنے اور دوسرے کے درمیان ہر معاملہ میں اپنی ذات کو میزان قرار دو، جو اپنے لیے نہیں چاہتے ۔اسے دوسروں کے لیے بھی نہ چاہو۔جس طرح یہ چاہتے ہو کہ تم پر زیادتی نہ ہو یونہی دوسروں پر بھی زیادتی نہ کرو، اور جس طرح یہ چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ حسن سلوک ہو، یونہی دوسروں کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آؤ۔دوسروں کی جس چیز کو برا سمجھتے ہو۔اسے اپنے میں بھی ہو تو برا سمجھو اور لوگوں کے ساتھ جو تمہارا رویہ ہو، اسی رویہ کو اپنے لیے بھی درست سمجھو۔جو بات نہیں جانتے اس کے بارے میں زبان نہ ہلاؤ۔اگر چہ تمہاری معلومات کم ہوں۔دوسروں کے لیے وہ بات نہ کہو جو اپنے لیے سننا گوارا نہیں کرتے۔یاد رکھو! کہ خود پسندی صحیح طریقہ کار کے خلاف اور عقل کی تباہی کا سبب ہے۔روزی کمانے میں دوڑ دھوپ کرو اور دوسروں کے خزانچی نہ بنو۔اور اگر سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق تمہارے شامل حال ہو جائے تو انتہائی درجہ تک بس اپنے پروردگار کے سامنے تذلل اختیار کرو۔

توضیح وتشریح

یہاں امام علیہ السلام دوسرے انسان کے ساتھ تعلقات کے لئے کچھ معیارات اور کچھ دیگر نصیحتیں بیان فرماتے ہیں:

- اپنے اور دوسروں کے درمیان فیصلہ کا بہترین معیار انسان کا اپنا پاک ضمیر ہے۔
- دوسروں کے لئے وہی پسند اور ناپسند کرنا چاہیے جو اپنی پسند اور ناپسند ہو۔

- ظلم کرنا اور ظلم سہنا دونوں غلط ہیں۔
- جو یہ چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے اسے دوسروں کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کرنا چاہیے۔
- جس چیز کو اپنے لئے بُرا سمجھتے ہو اسے دوسروں کے لئے بھی بُرا سمجھو۔
- جس بات کا علم نہ ہو اس کے بارے میں گفتگو سے پرہیز کرنا چاہیے۔
- جو باتیں اپنے لئے ناپسند کرتے ہو وہ دوسروں کے بارے میں نہ کہو جیسے کسی کی غیبت نہ کرو۔
- غرور و تکبر ہدایت اور عقل کے لئے آفت ہے۔
- ثروت اندوزی ایک قابلِ مذمت چیز ہے۔
- جب انسان کو ہدایت کی راہ مل جائے تو اسے خدا کے سامنے تسلیم ہو جانا چاہیے اور اس کے سامنے اظہارِ خشوع کرنا چاہیے۔

سفرِ آخرت کی تیاری

وَ اعْلَمْ أَنَّ أَمَامَكَ طَرِيقاً ذَا مَسَافَةٍ بَعِيدَةٍ وَ مَشَقَّةٍ شَدِيدَةٍ وَ أَنَّهُ لَا غِنَى بِكَ فِيهِ عَنْ حُسْنِ الِارْتِيَادِ وَ قَدْرِ بَلَاغِكَ مِنَ الزَّادِ مَعَ خِفَّةِ الظَّهْرِ فَلَا تَحْمِلَنَّ عَلَى ظَهْرِكَ فَوْقَ طَاقَتِكَ فَيَكُونَ ثِقْلُ ذَلِكَ وَبَالًا عَلَيْكَ وَ إِذَا وَجَدْتَ مِنْ أَهْلِ الْفَاقَةِ مَنْ يَحْمِلُ لَكَ زَادَكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَيُوَافِيكَ بِهِ غَداً حَيْثُ تَحْتَاجُ إِلَيْهِ فَاغْتَنِمْهُ وَ حَمِّلْهُ إِيَّاهُ وَ أَكْثِرْ مِنْ تَزْوِيدِهِ وَ أَنْتَ قَادِرٌ عَلَيْهِ فَلَعَلَّكَ تَطْلُبُهُ فَلَا تَجِدُهُ وَ اغْتَنِمْ مَنِ اسْتَقْرَضَكَ فِي حَالِ غِنَاكَ لِيَجْعَلَ قَضَاءَهُ لَكَ فِي يَوْمِ عُسْرَتِكَ وَ اعْلَمْ أَنَّ أَمَامَكَ عَقَبَةً كَئُوداً الْمُخِفُّ فِيهَا أَحْسَنُ حَالًا مِنَ الْمُثْقِلِ وَ الْمُبْطِئُ عَلَيْهَا أَقْبَحُ حَالًا مِنَ الْمُسْرِعِ وَ أَنَّ مَهْبِطَكَ بِهَا لَا مَحَالَةَ إِمَّا عَلَى جَنَّةٍ أَوْ عَلَى نَارٍ فَارْتَدْ لِنَفْسِكَ قَبْلَ نُزُولِكَ وَ وَطِّئِ الْمَنْزِلَ قَبْلَ حُلُولِكَ فَلَيْسَ بَعْدَ الْمَوْتِ مُسْتَعْتَبٌ وَ لَا إِلَى الدُّنْيَا مُنْصَرَفٌ۔

ترجمہ: دیکھو تمہارے سامنے ایک دشوار گزار اور دور دراز راستہ ہے جس کے لیے بہترین زاد کی تلاش اور بقدر کفایت توشہ کی فراہمی اس کے علاوہ سبکباری ضروری ہے۔ لٰہذا اپنی طاقت سے زیادہ اپنی پیٹھ پر بوجھ نہ لادو۔ کہ اس کا وزن تمہارے لیے وبال جان بن جائے گا۔ اور جب ایسے ضرورت مند لوگ مل جائیں کہ جو تمہارا توشہ اٹھا کر میدان حشر میں پہنچا دیں۔ اور کل جب کہ تمہیں اس کی ضرورت پڑے گی، تمہارے حوالے کر دیں تو اسے غنیمت جانو اور جتنا ہو سکے اس کی پشت پر رکھ دو۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ پھر تم ایسے شخص کو ڈھونڈو اور نہ پاؤ اور جو تمہاری دولت مندی کی حالت میں تم سے قرض مانگ رہا ہے اس وعدہ پر کہ تمہاری تنگدستی کے وقت ادا کر دے گا۔ تو اسے غنیمت جانو۔

یاد رکھو! تمہارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے جس میں ہلکا پھلکا آدمی گراں بار آدمی سے کہیں اچھی حالت میں ہوگا۔ اور سست رفتار تیز قدم دوڑنے والے کی بہ نسبت بری حالت میں ہوگا۔ اور اس راہ میں لامحالہ تمہاری منزل جنت ہوگی یا دوزخ لٰہذا اترنے سے پہلے جگہ منتخب کرلو، اور پڑاؤ ڈالنے سے پہلے اس جگہ کو ٹھیک ٹھاک کرلو، کیونکہ موت کے بعد خوشنودی حاصل کرنے کا موقع نہ ہوگا اور نہ دنیا کی طرف پلٹنے کی کوئی صورت ہوگی۔

توضیح وتشریح

وصیت کے اس حصہ میں امام موت و قیامت کا منظر اور زادِ راہ کے بارے میں گفتگو فرماتے ہوئے چند اہم نکات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں:

- راستہ بہت سخت اور طولانی ہے لٰہذا انسان کو اسی لحاظ سے تیاری کرنا چاہیے اور زادِ سفر اسی کو مد نظر رکھتے ہوئے آمادہ کرنا چاہیے۔
- اس سفر میں گناہ انسان کے لئے ایک ایسا بوجھ ہیں جسے اُٹھانا اس کے لئے بہت دُشوار ہوگا

لہٰذا انسان کے کاندھے پر گناہوں کا بوجھ جتنا کم ہوگا اسے سفر میں اتنی ہی آسانی ہوگی۔

❁ انسان کے پاس دنیاوی سرمایہ کا ایک بوجھ ہے لیکن دنیا میں اس بوجھ کو اُٹھانے والے فقرا اور ضرورت مند افراد موجود ہیں جو قیامت تک اسے ایک امانت کے طور پر لے جائیں گے اور روزِ قیامت اسے واپس لوٹا دیں گے اس لئے انسان جتنا زیادہ فقرا اور ضرورتمندوں کو عطا کرے گا اس کا بوجھ اتنا ہی کم ہوگا اس لئے انسان کو یہ موقع ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اسی طرح اگر کسی کو قرض کی ضرورت ہے اور انسان دے سکتا ہے تو یہ بھی قیامت میں نیک اعمال کی شکل میں اسے لوٹایا جائے گا۔

❁ قیامت میں انسان کے دو ہی ٹھکانے ہیں؛ جنت یا جہنم اور ان کے انتخاب کا اختیار انسان کے ہاتھ میں ہے البتہ آخرت میں نہیں بلکہ دنیا میں۔ انسان اپنے نیک اعمال کے ذریعہ جنت کا بھی انتخاب کرسکتا ہے اور بداعمالیوں کے نتیجہ میں جہنم بھی اختیار کرسکتا ہے۔

❁ آخرت میں نہ عمل کا موقع ہے اور نہ واپس دنیا میں آنے کی گنجائش۔

رحمتِ خداوندی کی نشاندہی

وَ اعْلَمْ أَنَّ الَّذِی بِيَدِهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ قَدْ أَذِنَ لَكَ فِي الدُّعَاءِ وَ تَكَفَّلَ لَكَ بِالْإِجَابَةِ وَ أَمَرَكَ أَنْ تَسْأَلَهُ لِيُعْطِيَكَ وَ تَسْتَرْحِمَهُ لِيَرْحَمَكَ وَ لَمْ يَجْعَلْ بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُ مَنْ يَحْجُبُكَ عَنْهُ وَ لَمْ يُلْجِئْكَ إِلَى مَنْ يَشْفَعُ لَكَ إِلَيْهِ وَ لَمْ يَمْنَعْكَ إِنْ أَسَأْتَ مِنَ التَّوْبَةِ وَ لَمْ يُعَاجِلْكَ بِالنِّقْمَةِ وَ لَمْ يُعَيِّرْكَ بِالْإِنَابَةِ وَ لَمْ يَفْضَحْكَ حَيْثُ الْفَضِيحَةُ بِكَ أَوْلَى وَ لَمْ يُشَدِّدْ عَلَيْكَ فِي قَبُولِ الْإِنَابَةِ وَ لَمْ يُنَاقِشْكَ بِالْجَرِيمَةِ وَ لَمْ يُؤْيِسْكَ مِنَ الرَّحْمَةِ بَلْ جَعَلَ نُزُوعَكَ عَنِ الذَّنْبِ حَسَنَةً وَ حَسَبَ سَيِّئَتَكَ وَاحِدَةً وَ حَسَبَ حَسَنَتَكَ عَشْراً وَ فَتَحَ لَكَ بَابَ الْمَتَابِ وَ بَابَ الِاسْتِعْتَابِ فَإِذَا نَادَيْتَهُ سَمِعَ نِدَاكَ وَ إِذَا نَاجَيْتَهُ عَلِمَ نَجْوَاكَ فَأَفْضَيْتَ إِلَيْهِ بِحَاجَتِكَ وَ أَبْثَثْتَهُ ذَاتَ نَفْسِكَ وَ شَكَوْتَ إِلَيْهِ هُمُومَكَ وَ اسْتَكْشَفْتَهُ

كُرُوبَكَ وَ اسْتَعَنْتَهُ عَلَى أُمُورِكَ وَ سَأَلْتَهُ مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَتِهِ مَا لَا يَقْدِرُ عَلَى إِعْطَائِهِ غَيْرُهُ مِنْ زِيَادَةِ الْأَعْمَارِ وَ صِحَّةِ الْأَبْدَانِ وَ سَعَةِ الْأَرْزَاقِ ثُمَّ جَعَلَ فِي يَدَيْكَ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِهِ بِمَا أَذِنَ لَكَ فِيهِ مِنْ مَسْأَلَتِهِ فَمَتَى شِئْتَ اسْتَفْتَحْتَ بِالدُّعَاءِ أَبْوَابَ نِعْمَتِهِ وَ اسْتَمْطَرْتَ شَآبِيبَ رَحْمَتِهِ فَلَا يُقَنِّطَنَّكَ إِبْطَاءُ إِجَابَتِهِ فَإِنَّ الْعَطِيَّةَ عَلَى قَدْرِ النِّيَّةِ وَ رُبَّمَا أُخِّرَتْ عَنْكَ الْإِجَابَةُ لِيَكُونَ ذَلِكَ أَعْظَمَ لِأَجْرِ السَّائِلِ وَ أَجْزَلَ لِعَطَاءِ الْآمِلِ وَ رُبَّمَا سَأَلْتَ الشَّيْءَ فَلَا تُؤْتَاهُ وَ أُوتِيتَ خَيْراً مِنْهُ عَاجِلًا أَوْ آجِلًا أَوْ صُرِفَ عَنْكَ لِمَا هُوَ خَيْرٌ لَكَ فَلَرُبَّ أَمْرٍ قَدْ طَلَبْتَهُ فِيهِ هَلَاكُ دِينِكَ لَوْ أُوتِيتَهُ فَلْتَكُنْ مَسْأَلَتُكَ فِيمَا يَبْقَى لَكَ جَمَالُهُ وَ يُنْفَى عَنْكَ وَبَالُهُ فَالْمَالُ لَا يَبْقَى لَكَ وَ لَا تَبْقَى لَهُ

ترجمہ: یقین رکھو کہ جس کے قبضہ قدرت میں آسمان وزمین کے خزانے ہیں اس نے تمہیں سوال کرنے کی اجازت دے رکھی ہے اور قبول کرنے کا ذمہ لے لیا ہے اور حکم دیا ہے کہ تم خود مانگو تا کہ وہ دے، رحم کی درخواست کروتا کہ وہ رحم کرے۔ اس نے اپنے اور تمہارے درمیان دربان کھڑے نہیں کئے جو تمہیں روکتے ہوں، نہ تمہیں اس پر مجبور کیا ہے کہ تم کسی کو اس کے یہاں سفارش کے لیے لاؤ تب ہی کام ہو اور تم نے گناہ کئے ہوں، تو اس نے تمہارے لیے توبہ کی گنجائش ختم نہیں کی ہے، نہ سزا دینے میں جلدی کی ہے اور نہ توبہ کے بعد وہ کبھی طعنہ دیتا ہے (کہ تم نے پہلے یہ کیا تھا، وہ کیا تھا) نہ ایسے موقعوں پر اس نے تمہیں رسوا کیا ہے کہ جہاں تمہیں رسوا ہی ہونا چاہیے تھا اور نہ اس نے توبہ کے قبول کرنے میں (کڑی شرطیں لگا کر) تمہارے ساتھ سخت گیری کی ہے۔ نہ گناہ کے بارے میں تم سے سختی کے ساتھ جرح کرتا ہے۔ اور نہ اپنی رحمت سے مایوس کرتا ہے۔ بلکہ اس نے گناہ سے کنارہ کشی کو بھی ایک نیکی قرار دیا ہے اور برائی ایک ہو تو اسے ایک (برائی) اور نیکی ایک ہو تو اسے دس (نیکیوں) کے برابر ٹھہرایا ہے۔ اس نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے۔ جب بھی اسے پکارو وہ تمہاری سنتا ہے اور جب بھی راز و نیاز کرتے ہوئے اس

سے کچھ کہو، وہ جان لیتا ہے۔ تم اسی سے مرادیں مانگتے ہو اور اسی کے سامنے دل کے بھید کھولتے ہو۔ اسی سے اپنے دکھ درد کا رونا روتے ہو اور مصیبتوں سے نکالنے کی التجا کرتے ہو اور اپنے کاموں میں مدد مانگتے ہو اور اس کی رحمت کے خزانوں سے وہ چیزیں طلب کرتے ہو جن کے دینے پر کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ جیسے عمروں میں درازی جسمانی صحت و توانائی اور رزق میں وسعت اور اس پر اس نے تمہارے ہاتھ میں اپنے خزانوں کے کھولنے والی کنجیاں دے دی ہیں اس طرح کہ تمہیں اپنی بارگاہ میں سوال کرنے کا طریقہ بتایا۔ اس طرح جب تم چاہو دعا کے ذریعہ اس کی نعمت کے دروازوں کو کھولو۔ اس کی رحمت کے جھالوں کو برسالو۔ ہاں بعض اوقات قبولیت میں دیر ہو تو اس سے ناامید نہ ہو۔ اس لیے کہ عطیہ نیت کے مطابق ہوتا ہے اور اکثر قبولیت میں اس لیے دیر کی جاتی ہے کہ سائل کے اجر میں اور اضافہ ہو، اور امیدوار کو عطیے اور زیادہ ملیں اور کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ تم ایک چیز مانگتے ہو اور وہ حاصل نہیں ہوتی۔ مگر دنیا یا آخرت میں اس سے بہتر چیز تمہیں مل جاتی ہے یا تمہارے کسی بہتر مفاد کے پیش نظر تمہیں اس سے محروم کر دیا جاتا ہے اس لیے کہ تم کبھی ایسی چیزیں بھی طلب کر لیتے ہو کہ اگر تمہیں دے دی جائیں تو تمہارا دین تباہ ہو جائے۔ لہٰذا تمہیں بس وہ چیزیں طلب کرنی چاہیے جس کا جمال پائیدار ہو اور جس کا وبال تمہارے سر نہ پڑنے والا ہو۔ رہا دنیا کا مال، تو نہ یہ تمہارے لیے رہے گا اور نہ تم اس کے لیے رہو گے۔

توضیح وتشریح

یہاں بندوں پر خدا کی رحمت کی کچھ نشانیوں کو گنوایا جا رہا ہے:

- اس نے تمہیں خود سے بات کرنے کا موقع اور دعا کی اجازت دی تاکہ تم اسے پکارو اور وہ تمہاری آواز پر لبیک کہے۔
- اس نے اپنے اور تمہارے درمیان کوئی حجاب نہیں رکھا بلکہ تمہیں براہِ راست اپنی بارگاہ سے

متصل ہونے کی دعوت دی۔

- اس کا لطف و کرم یہاں تک کہ تم نے اس کی معصیت اور نافرمانی کی لیکن اس نے توبہ کا دروازہ کھول دیا تاکہ تم دوبارہ اس کی بارگاہ میں لوٹ سکو۔
- اگر وہ چاہتا تو فوراً تمہیں سزا دیتا لیکن وہ ایسا نہیں کرتا کیونکہ اس کی رحمت کا تقاضا یہی ہے۔
- تمہارے اعمال کچھ ایسے تھے کہ وہ تمہیں رسوا کر سکتا تھا لیکن یہ اس کی شان کبریائی کے خلاف تھا کہ وہ تمہیں رسوا کرے۔
- توبہ کو قبول کرنے میں بھی اس نے سختی نہیں رکھی بلکہ آسانی سے قبول کر لیتا ہے۔
- اس نے نافرمانی کی وجہ سے تم پر جرمانہ بھی نہیں کیا۔
- گناہوں سے دوری کو نیکی قرار دیا۔
- گناہ کے بدلے ایک عذاب اور نیکی کے بدلہ دس برابر ثواب رکھا۔
- ایسی چیزیں مانگ سکتے ہو جس کے دینے پر اور کوئی قادر نہیں۔
- کبھی جو مانگتے ہو اس لئے فوراً نہیں دی جاتیں تاکہ اس پر صبر کے ذریعے تمہارے اجر میں اضافہ ہو۔
- یا تمہاری مصلحت میں نہیں یا تمہیں آخرت میں اس سے بہتر چیز دی جائے گی۔

دنیا وآخرت اور موت کے بارے میں کچھ نصیحتیں

وَ اعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّكَ إِنَّمَا خُلِقْتَ لِلْآخِرَةِ لَا لِلدُّنْيَا وَ لِلْفَنَاءِ لَا لِلْبَقَاءِ وَ لِلْمَوْتِ لَا لِلْحَيَاةِ وَ أَنَّكَ فِي قُلْعَةٍ وَ دَارِ بُلْغَةٍ وَ طَرِيقٍ إِلَى الْآخِرَةِ وَ أَنَّكَ طَرِيدُ الْمَوْتِ الَّذِي لَا يَنْجُو مِنْهُ هَارِبُهُ وَ لَا يَفُوتُهُ طَالِبُهُ وَ لَا بُدَّ أَنَّهُ مُدْرِكُهُ فَكُنْ مِنْهُ عَلَى حَذَرِ أَنْ يُدْرِكَكَ وَ أَنْتَ عَلَى حَالٍ سَيِّئَةٍ قَدْ كُنْتَ تُحَدِّثُ نَفْسَكَ مِنْهَا بِالتَّوْبَةِ فَيَحُولَ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ ذَلِكَ فَإِذَا

أَنْتَ قَدْ أَهْلَكْتَ نَفْسَكَ - يَا بُنَيَّ أَكْثِرْ مِنْ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَ ذِكْرِ مَا تَهْجُمُ عَلَيْهِ وَ تُفْضِي بَعْدَ الْمَوْتِ إِلَيْهِ حَتَّى يَأْتِيَكَ وَ قَدْ أَخَذْتَ مِنْهُ حِذْرَكَ وَ شَدَدْتَ لَهُ أَزْرَكَ وَ لَا يَأْتِيَكَ بَغْتَةً فَيَبْهَرَكَ وَ إِيَّاكَ أَنْ تَغْتَرَّ بِمَا تَرَى مِنْ إِخْلَادِ أَهْلِ الدُّنْيَا إِلَيْهَا وَ تَكَالُبِهِمْ عَلَيْهَا فَقَدْ نَبَّأَكَ اللهُ عَنْهَا وَ نَعَتْ هِيَ لَكَ عَنْ نَفْسِهَا وَ تَكَشَّفَتْ لَكَ عَنْ مَسَاوِيهَا فَإِنَّمَا أَهْلُهَا كِلَابٌ عَاوِيَةٌ وَ سِبَاعٌ ضَارِيَةٌ يَهِرُّ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ وَ يَأْكُلُ عَزِيزُهَا ذَلِيلَهَا وَ يَقْهَرُ كَبِيرُهَا صَغِيرَهَا نَعَمٌ مُعَقَّلَةٌ وَ أُخْرَى مُهْمَلَةٌ قَدْ أَضَلَّتْ عُقُولَهَا وَ رَكِبَتْ مَجْهُولَهَا سُرُوحُ عَاهَةٍ بِوَادٍ وَعْثٍ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ يُقِيمُهَا وَ لَا مُسِيمٌ يُسِيمُهَا سَلَكَتْ بِهِمُ الدُّنْيَا طَرِيقَ الْعَمَى وَ أَخَذَتْ بِأَبْصَارِهِمْ عَنْ مَنَارِ الْهُدَى فَتَاهُوا فِي حَيْرَتِهَا وَ غَرِقُوا فِي نِعْمَتِهَا وَ اتَّخَذُوهَا رَبّاً فَلَعِبَتْ بِهِمْ وَ لَعِبُوا بِهَا وَ نَسُوا مَا وَرَاءَهَا رُوَيْداً يُسْفِرُ الظَّلَامُ كَأَنْ قَدْ وَرَدَتِ الْأَظْعَانُ يُوشِكُ مَنْ أَسْرَعَ أَنْ يَلْحَقَ

ترجمہ: یادرکھو!تم آخرت کے لیے پیدا ہوئے ہو نہ کہ دنیا کے لیے، فنا کے لیے خلق ہوئے ہو، نہ بقا کے لیے، موت کے لیے بنے ہو نہ حیات کے لیے، تم ایک ایسی منزل میں ہو جس کا کوئی حصہ ٹھیک نہیں اور ایک ایسے گھر میں ہو جو آخرت کا ساز وسامان مہیا کرنے کے لیے ہے۔ اور صرف منزل آخرت کی گزرگاہ ہے۔ تم وہ ہو جس کا موت پیچھا کئے ہوئے ہے جس سے بھاگنے والا چھٹکارا نہیں پاتا کتنا ہی کوئی چاہے، اس کے ہاتھ سے نہیں نکل سکتا اور وہ بہر حال اسے پا لیتی ہے۔ لہٰذا ڈرو اس سے کہ موت تمہیں ایسے گناہوں کے عالم میں آجائے جن سے توبہ کے خیالات تم دل میں لاتے تھے۔ مگر وہ تمہارے اور توبہ کے درمیان حائل ہو جائے۔ ایسا ہوا تو سمجھ لو کہ تم نے اپنے نفس کو ہلاک کر ڈالا۔

اے فرزند! موت کو اور اس منزل کو جس پر تمہیں اچانک وارد ہونا ہے اور جہاں موت کے بعد پہنچنا ہے ہر وقت یاد رکھنا چاہیے تاکہ جب وہ آئے تو تم اپنا حفاظتی سروسامان مکمل اور اس کے

لیے اپنی قوت مضبوط کر چکے ہو، اور وہ اچانک تم پر ٹوٹ پڑے کہ تمھیں بے دست و پا کردے خبر دار! دنیا داروں کی دنیا پرستی اور ان کی حرص و طمع جو تمھیں دکھائی دیتی ہے وہ تمھیں فریب نہ دے۔ اس لیے کہ اللہ نے اس کا وصف بخوبی بیان کر دیا ہے اور اس (دنیا) نے بھی اپنی برائیوں کو بے نقاب کر دیا ہے، اس (دنیا) کے گرویدہ بھونکنے والے کتے اور پھاڑ کھانے والے درندے ہیں جو آپس میں ایک دوسرے پر غراتے ہیں۔ طاقتور کمزور کو نگلے لیتا ہے اور بڑا چھوٹے کو کچل رہا ہے۔ ان میں سے کچھ چوپائے بندھے ہوئے اور کچھ آوارہ ہیں جنہوں نے اپنی عقلیں کھو دی ہیں اور انجانے راستے پر سوار ہو لیے ہیں۔ یہ دشوار گزار وادیوں میں آفت کی چراگاہ میں آوارہ ہیں۔ نہ ان کا کوئی گلہ بان ہے جو ان کی رکھوالی کرے نہ کوئی چرواہا ہے جو انہیں چرائے۔ دنیا نے ان کو گمراہی کے راستے پر لگایا ہے، اور ہدایت کے مینار سے ان کی آنکھیں بند کر دی ہیں۔ یہ اس کی گمراہیوں میں سرگرداں اور اس کی نعمتوں میں غلطاں ہیں اور اسے ہی اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ دنیا ان سے کھیل رہی ہے اور یہ دنیا سے کھیل رہے ہیں اور آخرت کو بھلا دیا ہے۔

ٹھہرو! اندھیرا چھٹنے دو۔ گویا (میدان حشر میں) سواریاں اُتر چکی ہیں۔ تیز قدم چلنے والوں کے لیے وہ وقت دور نہیں کہ اپنے قافلہ سے مل جائیں۔

توضیع وتشریح

- انسان کو آخرت کے لئے پیدا کیا گیا ہے نہ دنیا کے لئے۔
- انسان کو اس دنیا میں رہنا نہیں ہے بلکہ وہ مسلسل آخرت کی طرف گامزن ہے۔
- آخرت میں وارد ہونے کا دروازہ موت ہے جس سے کسی کو فرار نہیں یہاں تک خاصان خدا کو بھی اسی دروازہ سے وارد ہونا ہے۔
- موت کسی لمحہ بھی آسکتی ہے اس لئے انسان کو ہر وقت تیار ہونا چاہیے اور اس بات کی طرف

متوجہ رہنا چاہیے کہ کہیں گناہ کی حالت میں موت نہ آجائے کہ اس کو توبہ کا بھی موقع نہ مل سکے۔

❁ اس کا ایک بہترین طریقہ یہ ہے کہ انسان موت اور اس کے بعد کے مراحل کو مسلسل یاد کرتا رہے اور اپنے نفس کو اس کی تلقین کرتا رہے۔

❁ دنیاداروں کے عیش و آرام اور موج مستی کو دیکھ کر ان کی طرف راغب نہیں ہونا چاہیے اس لئے کہ وہ دنیا کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور واقف انسان کبھی یہ غلطی نہیں کرتا۔

❁ دنیا کا استعمال ضروری ہے لیکن خطرہ اس وقت ہے جب انسان دنیا کو اپنا خدا اور معبود بنا لے کہ اس کے بعد تباہی کے سوا کچھ نہیں رہ جاتا۔

❁ ایک دن سارے پردے نگاہوں سے ہٹ جائیں گے اور دنیا کی حقیقت سب پر عیاں ہو جائے گی پھر سب اس سے نفرت کا اظہار کریں گے لیکن اس وقت کافی دیر ہو چکی ہوگی۔

بعض اہم اخلاقی نصیحتیں

وَ اعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّ مَنْ كَانَتْ مَطِيَّتُهُ اللَّيْلَ وَ النَّهَارَ فَإِنَّهُ يُسَارُ بِهِ وَ إِنْ كَانَ وَاقِفاً وَ يَقْطَعُ الْمَسَافَةَ وَ إِنْ كَانَ مُقِيماً وَادِعاً وَ اعْلَمْ يَقِيناً أَنَّكَ لَنْ تَبْلُغَ أَمَلَكَ وَ لَنْ تَعْدُوَ أَجَلَكَ وَ أَنَّكَ فِي سَبِيلِ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ فَخَفِّضْ فِي الطَّلَبِ وَ أَجْمِلْ فِي الْمُكْتَسَبِ فَإِنَّهُ رُبَّ طَلَبٍ قَدْ جَرَّ إِلَى حَرَبٍ وَ لَيْسَ كُلُّ طَالِبٍ بِمَرْزُوقٍ وَ لَا كُلُّ مُجْمِلٍ بِمَحْرُومٍ وَ أَكْرِمْ نَفْسَكَ عَنْ كُلِّ دَنِيَّةٍ وَ إِنْ سَاقَتْكَ إِلَى الرَّغَائِبِ فَإِنَّكَ لَنْ تَعْتَاضَ بِمَا تَبْذُلُ مِنْ نَفْسِكَ عِوَضاً وَ لَا تَكُنْ عَبْدَ غَيْرِكَ وَ قَدْ جَعَلَكَ اللهُ حُرّاً وَ مَا خَيْرُ خَيْرٍ لَا يُنَالُ إِلَّا بِشَرٍّ وَ يُسْرٍ لَا يُنَالُ إِلَّا بِعُسْرٍ وَ إِيَّاكَ أَنْ تُوجِفَ بِكَ مَطَايَا الطَّمَعِ فَتُورِدَكَ مَنَاهِلَ الْهَلَكَةِ وَ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَلَّا يَكُونَ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اللهِ ذُو نِعْمَةٍ فَافْعَلْ فَإِنَّكَ مُدْرِكٌ قَسْمَكَ وَ آخِذٌ سَهْمَكَ وَ إِنَّ الْيَسِيرَ مِنَ اللهِ سُبْحَانَهُ أَعْظَمُ وَ أَكْرَمُ مِنَ الْكَثِيرِ مِنْ خَلْقِهِ وَ إِنْ كَانَ كُلٌّ مِنْهُ۔

وَ تَلَافِيكَ مَا فَرَطَ مِنْ صَمْتِكَ أَيْسَرُ مِنْ إِدْرَاكِكَ مَا فَاتَ مِنْ مَنْطِقِكَ وَ حِفْظُ مَا فِي الْوِعَاءِ بِشَدِّ الْوِكَاءِ وَ حِفْظُ مَا فِي يَدَيْكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ طَلَبِ مَا فِي يَدَيْ غَيْرِكَ وَ مَرَارَةُ الْيَأْسِ خَيْرٌ مِنَ الطَّلَبِ إِلَى النَّاسِ وَ الْحِرْفَةُ مَعَ الْعِفَّةِ خَيْرٌ مِنَ الْغِنَى مَعَ الْفُجُورِ وَ الْمَرْءُ أَحْفَظُ لِسِرِّهِ وَ رُبَّ سَاعٍ فِيمَا يَضُرُّهُ مَنْ أَكْثَرَ أَهْجَرَ وَ مَنْ تَفَكَّرَ أَبْصَرَ قَارِنْ أَهْلَ الْخَيْرِ تَكُنْ مِنْهُمْ وَ بَايِنْ أَهْلَ الشَّرِّ تَبِنْ عَنْهُمْ بِئْسَ الطَّعَامُ الْحَرَامُ وَ ظُلْمُ الضَّعِيفِ أَفْحَشُ الظُّلْمِ إِذَا كَانَ الرِّفْقُ خُرْقاً كَانَ الْخُرْقُ رِفْقاً رُبَّمَا كَانَ الدَّوَاءُ دَاءً وَ الدَّاءُ دَوَاءً وَ رُبَّمَا نَصَحَ غَيْرُ النَّاصِحِ وَ غَشَّ الْمُسْتَنْصَحُ وَ إِيَّاكَ وَ الِاتِّكَالَ عَلَى الْمُنَى فَإِنَّهَا بَضَائِعُ النَّوْكَى وَ الْعَقْلُ حِفْظُ التَّجَارِبِ وَ خَيْرُ مَا جَرَّبْتَ مَا وَعَظَكَ بَادِرِ الْفُرْصَةَ قَبْلَ أَنْ تَكُونَ غُصَّةً لَيْسَ كُلُّ طَالِبٍ يُصِيبُ وَ لَا كُلُّ غَائِبٍ يَئُوبُ وَ مِنَ الْفَسَادِ إِضَاعَةُ الزَّادِ وَ مَفْسَدَةُ الْمَعَادِ وَ لِكُلِّ أَمْرٍ عَاقِبَةٌ سَوْفَ يَأْتِيكَ مَا قُدِّرَ لَكَ التَّاجِرُ مُخَاطِرٌ وَ رُبَّ يَسِيرٍ أَنْمَى مِنْ كَثِيرٍ لَا خَيْرَ فِي مُعِينٍ مَهِينٍ وَ لَا فِي صَدِيقٍ ظَنِينٍ سَاهِلِ الدَّهْرَ مَا ذَلَّ لَكَ قَعُودُهُ وَ لَا تُخَاطِرْ بِشَيْءٍ رَجَاءَ أَكْثَرَ مِنْهُ وَ إِيَّاكَ أَنْ تَجْمَحَ بِكَ مَطِيَّةُ اللَّجَاجِ

ترجمہ: اور معلوم ہونا چاہیے کہ جو شخص لیل ونہار کے مرکب پر سوار ہے وہ اگر چہ ایک جگہ پر قیام کئے ہوئے ہے مگر مسافت طے کئے جا رہا ہے اور یہ یقین کے ساتھ جانے رہو کہ تم اپنی آرزوں کو پورا کبھی نہیں کر سکتے۔ اور جتنی زندگی لے کر آئے ہو اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے، اور تم بھی اپنے پہلے والوں کی راہ پر ہو لہذا طلب میں نرم رفتاری اور کسب معاش میں میانہ روی سے کام لو کیونکہ اکثر طلب کا نتیجہ مال کا گنوانا ہوتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ رزق کی تلاش میں لگا رہنے والا کامیاب ہی ہو، اور تلاش وکوشش میں اعتدال سے کام لینے والا محروم ہی رہے۔ ہر ذلت سے اپنے نفس کو بلند تر سمجھو اگر چہ وہ تمہاری من مانی چیزوں تک تمہیں پہنچا دے کیونکہ اپنے نفس کی عزت جو کھو دو گے، اس کا بدل کوئی حاصل نہ کر سکو گے دوسروں کے غلام بن جاؤ جب کہ اللہ نے

تمہیں آزاد بنایا ہے اس بھلائی میں کوئی بہتری نہیں جو برائی کے ذریعہ حاصل ہو، اور اس آرام و آرائش میں کوئی بہتری نہیں جس کے لیے (ذلت کی) دشواریاں جھیلنا پڑیں۔

خبردار! تمہیں طمع وحرص کی تیز رو سواریاں ہلاکت کے گھاٹ پر نہ لا اتاریں۔ اگر ہو سکے تو یہ کرو کہ اپنے اور اللہ کے درمیان کسی ولی نعمت کو واسطہ نہ بننے دو کیونکہ تم اپنا حصہ اور اپنی قسمت کو پا کر رہو گے۔ وہ تھوڑا جو اللہ سے مخلوق کے احسان چڑھائے بغیر ملے اُس زیادہ سے بہتر ہے جو مخلوق کے ہاتھوں ملے اگرچہ حقیقتاً جو ملتا ہے اللہ ہی کی طرف سے ملتا ہے بے محل خاموش کا تدارک بے موقعہ گفتگو سے آسان ہے۔ برتن میں جو ہے اس کی حفاظت یونہی ہوگی کہ منہ بند رکھو اور جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے اس کو محفوظ رکھنا دوسروں کے آگے دست طلب بڑھانے سے مجھے زیادہ پسند ہے یاس کی تلخی سہہ لینا لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے پاک دامانی کے ساتھ محنت مزدوری کر لینا فسق و فجور میں گھری ہوئی دولت مندی سے بہتر ہے انسان خود ہی اپنے راز کو خوب چھپا سکتا ہے بہت سے لوگ ایسی چیز کے لیے مثال دیتے ہیں جو ان کے لیے ضرر رساں ثابت ہوتی ہے۔ جو زیادہ بولتا ہے وہ بے معنی باتیں کرنے لگتا ہے۔ سوچ بچار سے قدم اٹھانے والا (صحیح راستہ) دیکھ لیتا ہے نیکوں سے میل جول رکھو گے تو تم بھی نیک ہو جاؤ گے، بروں سے بچے رہو گے تو ان (کے اثرات) سے محفوظ رہو گے، بدترین کھانا وہ ہے جو حرام ہو۔ اور بدترین ظلم وہ ہے جو کسی کمزور و ناتواں پر کیا جائے۔ جہاں نرمی سے کام لینا نامناسب ہو وہاں سخت گیری ہی نرمی ہے۔ کبھی کبھی دوا بیماری اور بیماری دوا بن جایا کرتی ہے۔ کبھی بدخواہ بھلائی کی راہ سوجھا دیا کرتا ہے اور دوست فریب دے جاتا ہے۔ خبردار! امیدوں کے سہارے پر نہ بیٹھنا، کیونکہ امیدیں احمقوں کا سرمایہ ہوتی ہیں۔ تجربہ وہ ہے جو پند و نصیحت دے فرصت کا موقع غنیمت جانو۔ قبل اس کے کہ وہ رنج و اندوہ کا سبب بن جائے۔ ہر طلب و سعی کرنے والا مقصد کو پا نہیں لیا کرتا، اور ہر جانے والا پلٹ کر نہیں آیا کرتا۔ توشہ کا کھو دینا اور عاقبت کا بگاڑ لینا ہی بربادی و تباہ کاری ہے ہر چیز کا ایک نتیجہ و ثمرہ ہوا کرتا ہے۔ جو تمہارے مقدر میں ہے وہ تم تک پہنچ کر رہے گا۔ تاجر اپنے کو خطروں میں

ڈالا ہی کرتا ہے۔ کبھی تھوڑا مال مال فراواں سے زیادہ بابرکت ثابت ہوتا ہے، پست طینت مددگار میں کوئی بھلائی نہیں اور نہ بدگمان دوست میں جب تک زمانہ کی سواری تمہارے قابو میں ہے اس سے نباہ کرتے رہو۔ زیادہ امید میں اپنے کو خطرے میں نہ ڈالو۔ خبردار! کہیں دشمنی وعناد کی سواریاں تم سے منہ زوری نہ کرنے لگیں۔

توضیح وتشریح

وصیت کے اس حصے میں چند اہم اخلاقی نصیحتیں کی گئی ہیں کہ جن کی طرف توجہ انسان کی زندگی میں کافی تبدیلیاں لاسکتی ہے:

- لمبی لمبی آرزوویں کرنا ایک حماقت ہے کیونکہ ہر آرزو پوری نہیں ہوتی۔
- مادیات میں حرص نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ دن بدن بڑھتی رہتی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی بلکہ انسان کو ہلاک کردیتی ہے۔
- انسان کو کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جو اس کی عزت کے منافی ہو کیونکہ کرامت وعزت انسانی سب سے بڑی چیز ہے۔
- انسان کو خدا نے آزاد پیدا کیا ہے اس لئے اسے خدا کے سوا کسی کا غلام نہیں ہونا چاہیے یہاں تک کہ اپنا بھی نہیں۔
- انسان کا ولی نعمت صرف خدا ہے اس لئے اسی سے اپنے رزق کا مطالبہ کرنا چاہیے البتہ خدا نے بھی اسباب کو وسیلہ بنایا ہے۔
- انسان کم مگر آبرومندانہ رزق حاصل کرے یہ بہتر ہے ذلت کے ساتھ ملنے والے زیادہ رزق سے۔
- انسان کے لئے یہی بہتر ہے کہ جو اس کے اپنے پاس ہے اسی پر اکتفا اور قناعت کرے اور

جو دوسروں کے پاس ہے اس پر نظر نہ رکھے کہ اس طرح اس سے سکون زندگی بھی چھن جاتا ہے۔

❁ اگر انسان سختی میں ہو لیکن عفت و پاکیزگی کا دامن اس کے ہاتھ میں رہے یہ بہتر ہے اس سے کہ انسان عفت و پاکیزگی کا دامن تار تار کر کے آسانیوں اور آسائش تک پہنچے۔

❁ زیادہ بولنے کا ایک نقصان یہ ہے کہ انسان فالتو بولنے لگتا ہے۔

❁ غور و فکر کے نتیجہ میں انسان صاحب بصیرت بنتا ہے۔

❁ حرام لقمہ ایک تو خود بُرا ہے دوسرا اس کے اثرات نہایت خطرناک ہیں۔ اس لئے اس سے ہمیشہ بچنا چاہیے۔

❁ خواہشاتِ نفسانی پر بھروسہ کرنا صاحبانِ عقل کا شیوہ نہیں بلکہ یہ بے عقلوں کا کام ہے۔

❁ جب وقت انسان کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے تب وہ ہاتھ ملتا ہے اس کا علاج صرف یہ ہے وقت کو ہاتھ سے جانے ہی نہ دو۔

❁ حلال مال کم ہی کیوں نہ ہو اس میں برکت زیادہ ہوتی ہے لیکن حرام کتنا ہی زیادہ ہو اس میں برکت نہیں ہوتی۔

دوستوں کے حقوق

احْمِلْ نَفْسَكَ مِنْ أَخِيكَ عِنْدَ صَرْمِهِ عَلَى الصِّلَةِ وَ عِنْدَ صُدُودِهِ عَلَى اللَّطَفِ وَ الْمُقَارَبَةِ وَ عِنْدَ جُمُودِهِ عَلَى الْبَذْلِ وَ عِنْدَ تَبَاعُدِهِ عَلَى الدُّنُوِّ وَ عِنْدَ شِدَّتِهِ عَلَى اللِّينِ وَ عِنْدَ جُرْمِهِ عَلَى الْعُذْرِ حَتَّى كَأَنَّكَ لَهُ عَبْدٌ وَ كَأَنَّهُ ذُو نِعْمَةٍ عَلَيْكَ وَ إِيَّاكَ أَنْ تَضَعَ ذَلِكَ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ أَوْ أَنْ تَفْعَلَهُ بِغَيْرِ أَهْلِهِ لَا تَتَّخِذَنَّ عَدُوَّ صَدِيقِكَ صَدِيقاً فَتُعَادِيَ صَدِيقَكَ وَ امْحَضْ أَخَاكَ النَّصِيحَةَ حَسَنَةً كَانَتْ أَوْ قَبِيحَةً وَ تَجَرَّعِ الْغَيْظَ فَإِنِّي لَمْ أَرَ جُرْعَةً أَحْلَى مِنْهَا عَاقِبَةً وَ لَا أَلَذَّ مَغَبَّةً وَ لِنْ لِمَنْ غَالَظَكَ فَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يَلِينَ لَكَ وَ خُذْ

عَلَى عَدُوِّكَ بِالْفَضْلِ فَإِنَّهُ أَحْلَى الظَّفَرَيْنِ وَ إِنْ أَرَدْتَ قَطِيعَةَ أَخِيكَ فَاسْتَبْقِ لَهُ مِنْ نَفْسِكَ بَقِيَّةً يَرْجِعُ إِلَيْهَا إِنْ بَدَا لَهُ ذَلِكَ يَوْماً مَا وَ مَنْ ظَنَّ بِكَ خَيْراً فَصَدِّقْ ظَنَّهُ وَ لَا تُضِيعَنَّ حَقَّ أَخِيكَ اتِّكَالًا عَلَى مَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُ فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكَ بِأَخٍ مَنْ أَضَعْتَ حَقَّهُ وَ لَا يَكُنْ أَهْلُكَ أَشْقَى الْخَلْقِ بِكَ وَ لَا تَرْغَبَنَّ فِيمَنْ زَهِدَ عَنْكَ وَ لَا يَكُونَنَّ أَخُوكَ أَقْوَى عَلَى قَطِيعَتِكَ مِنْكَ عَلَى صِلَتِهِ وَ لَا تَكُونَنَّ عَلَى الْإِسَاءَةِ أَقْوَى مِنْكَ عَلَى الْإِحْسَانِ وَ لَا يَكْبُرَنَّ عَلَيْكَ ظُلْمُ مَنْ ظَلَمَكَ فَإِنَّهُ يَسْعَى فِي مَضَرَّتِهِ وَ نَفْعِكَ وَ لَيْسَ جَزَاءُ مَنْ سَرَّكَ أَنْ تَسُوءَهُ

ترجمہ: اپنے کو اپنے بھائی کے لیے اس پر آمادہ کرو کہ جب وہ دوستی توڑے تو تم اسے جوڑو، وہ منہ پھیرے تو تم آگے بڑھو اور لطف و مہربانی سے پیش آؤ۔ وہ تمہارے لیے کنجوسی کرے تم اس پر خرچ کرو، وہ دوری اختیار کرے تو تم اس کے نزدیک ہونے کی کوشش کرو، وہ سختی کرتا رہے اور تم نرمی کرو۔ وہ خطا کا مرتکب ہو اور تم اس کے لیے عذر تلاش کرو، یہاں تک کہ گویا تم اس کے غلام اور وہ تمہارا آقائے نعمت ہے۔

مگر خبردار یہ برتاؤ بے محل نہ ہو، اور نا اہل سے یہ رویہ اختیار کرو۔ اپنے دوست کے دشمن کو دوست نہ بناؤ۔ ورنہ اس دوست کے دشمن قرار پاؤ گے۔ دوست کو کھری کھری نصیحت کی باتیں سناؤ خواہ اسے اچھی لگیں یا بری غصہ کے کڑوے گھونٹ پی جاؤ۔ کیونکہ میں نے نتیجہ کے لحاظ سے اس سے زیادہ لذیذ و شیریں گھونٹ نہیں پیئے، جو شخص تم سے سختی کے ساتھ پیش آئے اس سے نرمی کا برتاؤ کرو۔ کیونکہ اس رویہ سے وہ خود ہی نرم پڑ جائے گا۔ دشمن پر لطف کرم کے ذریعہ سے راہ چارہ و تدبیر مسدود کرو۔ کیونکہ دو قسم کی کامیابیوں میں یہ زیادہ مزے کی کامیابی ہے۔ اپنے کسی دوست سے تعلقات قطع کرنا چاہو تو اپنے دل میں اتنی جگہ رہنے دو کہ اگر اس کا رویہ بدلے تو اس کے لیے گنجائش ہو۔ جو تم سے حسن ظن رکھے، اس کے حسن ظن کو سچا ثابت کرو۔ باہمی روابط کی بناء پر اپنے کسی بھائی

کی حق تلفی نہ کرو۔ کیونکہ پھر وہ بھائی کہاں رہا جس کا حق تم تلف کرو۔ یہ نہ ہونا چاہیے کہ تمہارے گھر والے تمہارے ہاتھوں دنیا جہاں میں سب سے زیادہ بدبخت ہو جائیں۔ جو تم سے تعلقات قائم رکھنا پسند ہی نہ کرتا ہو، اس کے خواہ مخواہ پیچھے نہ پڑو۔ تمہارا دوست قطع تعلق کرے تو تم رشتہ محبت جوڑنے میں اس پر بازی لے جاؤ، اور وہ برائی سے پیش آئے تو تم حسن سلوک میں اس سے بڑھ جاؤ۔ ظالم کا ظلم تم پر گراں نہ گزرے کیونکہ وہ اپنے نقصان اور تمہارے فائدہ کے لیے سرگرم عمل ہے اور جو تمہاری خوشی کا باعث ہو، اس کا صلہ یہ نہیں کہ اس سے برائی کرو۔

توضیح وتشریح

یہاں امام دوستی اور دوستوں کے کچھ حقوق بیان فرما رہے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

- اگر وہ قطع تعلق کرے تو تم تعلقات کو بحال کرو۔
- اگر وہ منہ موڑ لے تو تم مہربان رہو۔
- اگر وہ بخیل ہے تو تم بخشش کرو۔
- اگر وہ دور ہو تو تم قریب جاؤ۔
- اگر وہ سختی کرے تو تم نرمی سے کام لو۔
- اگر غلطی کرے تو اس کے عذر کو قبول کرو۔
- اپنے دوست کے دشمن کو دوست نہ بناؤ۔
- اپنے دوست کو نصیحت کرو چاہے اسے اچھی لگے یا بُری۔
- اگر تمہیں اس پر غصہ آئے تو اسے پی جاؤ۔
- اگر دوستی چھوڑنا چاہو تو اتنی گنجائش ضرور رکھو کہ دوبارہ مل سکو۔

بعض اخلاقی اقدار

وَ اعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّ الرِّزْقَ رِزْقَانِ رِزْقٌ تَطْلُبُهُ وَ رِزْقٌ يَطْلُبُكَ فَإِنْ أَنْتَ لَمْ تَأْتِهِ أَتَاكَ مَا أَقْبَحَ الْخُضُوعَ عِنْدَ الْحَاجَةِ وَ الْجَفَاءَ عِنْدَ الْغِنَى إِنَّمَا لَكَ مِنْ دُنْيَاكَ مَا أَصْلَحْتَ بِهِ مَثْوَاكَ وَ إِنْ كُنْتَ جَازِعاً عَلَى مَا تَفَلَّتَ مِنْ يَدَيْكَ فَاجْزَعْ عَلَى كُلِّ مَا لَمْ يَصِلْ إِلَيْكَ اسْتَدِلَّ عَلَى مَا لَمْ يَكُنْ بِمَا قَدْ كَانَ فَإِنَّ الْأُمُورَ أَشْبَاهٌ وَ لَا تَكُونَنَّ مِمَّنْ لَا تَنْفَعُهُ الْعِظَةُ إِلَّا إِذَا بَالَغْتَ فِي إِيلَامِهِ فَإِنَّ الْعَاقِلَ يَتَّعِظُ بِالْآدَابِ وَ الْبَهَائِمَ لَا تَتَّعِظُ إِلَّا بِالضَّرْبِ۔ اطْرَحْ عَنْكَ وَارِدَاتِ الْهُمُومِ بِعَزَائِمِ الصَّبْرِ وَ حُسْنِ الْيَقِينِ مَنْ تَرَكَ الْقَصْدَ جَارَ وَ الصَّاحِبُ مُنَاسِبٌ وَ الصَّدِيقُ مَنْ صَدَقَ غَيْبُهُ وَ الْهَوَى شَرِيكُ الْعَمَى وَ رُبَّ بَعِيدٍ أَقْرَبُ مِنْ قَرِيبٍ وَ قَرِيبٍ أَبْعَدُ مِنْ بَعِيدٍ وَ الْغَرِيبُ مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَبِيبٌ مَنْ تَعَدَّى الْحَقَّ ضَاقَ مَذْهَبُهُ وَ مَنِ اقْتَصَرَ عَلَى قَدْرِهِ كَانَ أَبْقَى لَهُ وَ أَوْثَقُ سَبَبٍ أَخَذْتَ بِهِ سَبَبٌ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اللهِ سُبْحَانَهُ وَ مَنْ لَمْ يُبَالِكَ فَهُوَ عَدُوُّكَ قَدْ يَكُونُ الْيَأْسُ إِدْرَاكاً إِذَا كَانَ الطَّمَعُ هَلَاكاً لَيْسَ كُلُّ عَوْرَةٍ تَظْهَرُ وَ لَا كُلُّ فُرْصَةٍ تُصَابُ وَ رُبَّمَا أَخْطَأَ الْبَصِيرُ قَصْدَهُ وَ أَصَابَ الْأَعْمَى رُشْدَهُ أَخِّرِ الشَّرَّ فَإِنَّكَ إِذَا شِئْتَ تَعَجَّلْتَهُ وَ قَطِيعَةُ الْجَاهِلِ تَعْدِلُ صِلَةَ الْعَاقِلِ مَنْ أَمِنَ الزَّمَانَ خَانَهُ وَ مَنْ أَعْظَمَهُ أَهَانَهُ لَيْسَ كُلُّ مَنْ رَمَى أَصَابَ إِذَا تَغَيَّرَ السُّلْطَانُ تَغَيَّرَ الزَّمَانُ سَلْ عَنِ الرَّفِيقِ قَبْلَ الطَّرِيقِ وَ عَنِ الْجَارِ قَبْلَ الدَّارِ إِيَّاكَ أَنْ تَذْكُرَ مِنَ الْكَلَامِ مَا يَكُونُ مُضْحِكاً وَ إِنْ حَكَيْتَ ذَلِكَ عَنْ غَيْرِكَ۔

ترجمہ: اے فرزند! یقین رکھو کہ رزق دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ جس کی تم جستجو کرتے ہو، اور ایک وہ جو تمہاری جستجو میں لگا ہوا ہے۔ اگر تم اس کی طرف نہ جاؤ گے تو بھی وہ تم تک آ کر رہے گا۔ ضرورت پڑنے پر، گڑگڑانا اور مطلب نکل جانے پر کج خلقی سے پیش آنا کتنی بری عادت ہے۔ دنیا سے بس اتنا ہی اپنا سمجھو جس سے اپنی عاقبت کا انتظام کرسکو۔ اگر تم ہر اس چیز پر جو تمہارے

ہاتھ سے جاتی رہے، واویلا مچاتے ہو تو پھر ہر اس چیز پر بھی رنج و افسوس کرو کہ جو تمہیں نہیں ملی۔ موجودہ حالات سے، بعد کے آنے والے حالات کا قیاس کرو۔ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ کہ جن پر نصیحت اس وقت تک کارگر نہیں ہوتی جب تک انہیں پوری طرح تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ کیونکہ عقلمند باتوں سے مان جاتے ہیں۔ اور حیوان لاتوں کے بغیر نہیں مانا کرتے، ٹوٹ پڑنے والے غم واندوہ کو صبر کی پختگی اور حسن یقین سے دور کرو، جو درمیانی راستہ چھوڑ دیتا ہے، وہ بے راہ ہو جاتا ہے دوست بمنزلہ عزیز کے ہوتا سچا دوست وہ ہے جو پیٹھ پیچھے بھی دوستی کو نبھائے، ہوا وہوس سے زحمت میں پڑنا لازمی ہے۔ بہت سے قریبی بیگانوں سے بھی زیادہ بے تعلق ہو جاتے ہیں اور بہت سے بیگانے قریبیوں سے بھی زیادہ نزدیک ہو جاتے ہیں۔ پردیسی وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو، جو حق سے تجاوز کر جاتا ہے اس کا راستہ تنگ ہو جاتا ہے۔ جو اپنی حیثیت سے آگے نہیں بڑھتا اس کی منزلت برقرار رہتی ہے تمہارے ہاتھوں میں سب سے زیادہ مضبوط وسیلہ وہ ہے جو تمہارے اور اللہ کے درمیان ہے جو تمہاری پروا نہیں کرتا وہ تمہارا دشمن ہے۔ جب حرص وطمع تباہی کا سبب ہو تو مایوسی ہی میں کامرانی ہے۔ ہر عیب ظاہر نہیں ہوا کرتا۔ فرصت کا موقع بار بار نہیں ملا کرتا کبھی آنکھوں والا صحیح راہ کھو دیتا ہے اور اندھا صحیح راستہ پا لیتا ہے برائی کو پس پشت ڈالتے رہو۔ کیونکہ جب چاہو گے اس کی طرف بڑھ سکتے ہو۔ جاہل سے علاقہ توڑنا، عقلمند سے رشتہ جوڑنے کے برابر ہے جو دنیا پر اعتماد کر کے مطمئن ہو جاتا ہے، دنیا اسے دغا دے جاتی ہے، اور جو اسے عظمت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے وہ اسے پست وذلیل کرتی ہے۔ ہر تیر انداز کا نشانہ ٹھیک نہیں بیٹھا کرتا۔ جب حکومت بدلتی ہے تو زمانہ بدل جاتا ہے راستے سے پہلے شریک سفر اور گھر سے پہلے ہمسایہ کے متعلق پوچھ گچھ کر لو۔ خبردار! اپنی گفتگو میں ہنسانے والی باتیں نہ لاؤ۔ اگرچہ وہ نقل قول کی حیثیت سے ہوں۔

توضیح وتشریح

یہاں امام عالی مقام مزید کچھ اخلاقی اقدار کو بیان کرتے ہیں:

- انسان کو اس دنیا سے اتنا ہی لینا چاہیے جتنے سے کام چل سکے۔
- اگر کوئی چیز ہاتھ سے چلی جائے تو اس پر جزع وفزع نہیں کرنا چاہیے بلکہ یہی سوچنا چاہیے کہ یہ اس کی تھی ہی نہیں۔
- انسان اور جانور میں ایک فرق یہ ہے کہ جانور پر پند وموعظہ کا کوئی اثر نہیں ہوتا لیکن انسان کا دل اس سے متاثر ہوتا ہے۔
- حقیقی دوست وہ ہے جو دوست کی غیر موجودگی میں بھی دوستی کا حق ادا کرے۔
- جس شخص کو اپنے دوست کی کوئی فکر نہ وہ درحقیقت اس کا دشمن ہے۔
- برائی کے راستے بہت زیادہ ہیں جو خود بخود انسان کے سامنے کھلتے ہیں لیکن اچھائی کے راستے کم، اس لئے انسان کو اچھائی کے راستوں کی تلاش میں سرگرم رہنا چاہیے۔

خواتین سے متعلق کچھ خاص باتیں

وَ إِيَّاكَ وَ مُشَاوَرَةَ النِّسَاءِ فَإِنَّ رَأْيَهُنَّ إِلَى أَفْنٍ وَ عَزْمَهُنَّ إِلَى وَهْنٍ وَ اكْفُفْ عَلَيْهِنَّ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ بِحِجَابِكَ إِيَّاهُنَّ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحِجَابِ أَبْقَى عَلَيْهِنَّ وَ لَيْسَ خُرُوجُهُنَّ بِأَشَدَّ مِنْ إِدْخَالِكَ مَنْ لَا يُوثَقُ بِهِ عَلَيْهِنَّ وَ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَلَّا يَعْرِفْنَ غَيْرَكَ فَافْعَلْ وَ لَا تُمَلِّكِ الْمَرْأَةَ مِنْ أَمْرِهَا مَا جَاوَزَ نَفْسَهَا فَإِنَّ الْمَرْأَةَ رَيْحَانَةٌ وَ لَيْسَتْ بِقَهْرَمَانَةٍ وَ لَا تَعْدُ بِكَرَامَتِهَا نَفْسَهَا وَ لَا تُطْمِعْهَا فِي أَنْ تَشْفَعَ لِغَيْرِهَا وَ إِيَّاكَ وَ التَّغَايُرَ فِي غَيْرِ مَوْضِعِ غَيْرَةٍ فَإِنَّ ذَلِكَ يَدْعُو الصَّحِيحَةَ إِلَى السَّقَمِ وَ الْبَرِيئَةَ إِلَى الرِّيَبِ وَ اجْعَلْ لِكُلِّ إِنْسَانٍ مِنْ خَدَمِكَ عَمَلًا تَأْخُذُهُ بِهِ فَإِنَّهُ أَحْرَى أَلَّا يَتَوَاكَلُوا فِي خِدْمَتِكَ وَ أَكْرِمْ عَشِيرَتَكَ فَإِنَّهُمْ

جَنَاحُكَ الَّذِی بِهٖ تَطِیرُوَ أَصْلُكَ الَّذِی إِلَیْهِ تَصِیرُوَیَدُكَ الَّتِی بِهَا تَصُولُ۔
اسْتَوْدِعِ اللّٰهَ دِینَكَ وَ دُنْیَاكَ وَ اسْأَلْهُ خَیْرَ الْقَضَاءِ لَكَ فِی الْعَاجِلَةِ وَ الْآجِلَةِ وَ الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ وَ السَّلَامُ۔

ترجمہ: عورتوں سے ہرگز مشورہ نہ لو۔ کیونکہ ان کی رائے کمزور اور ارادہ سست ہوتا ہے۔ انہیں پردہ میں بٹھا کر ان کی آنکھوں کو تاک جھانک سے روکو، کیونکہ پردے کی سختی ان کی عزت و آبرو کو برقرار رکھنے والی ہے ان کا گھروں سے نکلنا اس سے زیادہ خطرناک نہیں ہوتا جتنا کسی ناقابل اعتماد کو گھر میں آنے دینا، اور اگر بن پڑے تو ایسا کرو کہ تمہارے علاوہ کسی اور کو وہ پہچانتی ہی نہ ہوں۔ عورت کو اس کے ذاتی امور کے علاوہ دوسرے اختیارات نہ سونپو کیونکہ عورت ایک پھول ہے، وہ کارفرما اور حکمران نہیں ہے۔ اس کا پاس ولحاظ اس کی ذات سے آگے نہ بڑھاؤ اور یہ حوصلہ پیدا نہ ہونے دو کہ وہ دوسروں کی سفارش کرنے لگے بے محل شبہہ و بدگمانی کا اظہار نہ کرو کہ اس سے نیک چلن اور پاکباز عورت بھی برائی و بدکرداری کی راہ دیکھ لیتی ہے۔ اپنے خدمت گزاروں میں ہر شخص کے لیے ایک کام معین کردو جس کی جواب دہی اس سے کرسکو۔ اس طریق کار سے وہ تمہارے کاموں کو ایک دوسرے پر نہیں ٹالیں گے۔ اپنے قوم قبیلے کا احترام کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے ایسے پروبال ہیں کہ جن سے تم پرواز کرتے ہو اور ایسی بنیادیں ہیں جن کا تم سہارا لیتے ہو۔ اور تمہارے وہ دست باز ہیں جن سے حملہ کرتے ہو۔ میں تمہارے دین اور تمہاری دنیا کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں اور اس سے حال و مستقبل اور دنیا و آخرت میں تمہارے لیے بھلائی کے فیصلہ کا خواستگار ہوں۔

والسلام!

توضیح وتشریح

وصیت کے آخری حصہ میں مولا عورتوں سے متعلق کچھ نصیحتیں فرماتے ہیں:

عورتوں سے مشورہ نہ کرنا: اس کلام میں مختلف احتمالات پائے ہیں:

ایک احتمال یہ ہے کہ یہ اس دور کے حالات کی طرف اشارہ ہے جب عورتیں 90 فیصد جاہل ہوا کرتی تھیں اور ظاہر ہے کہ پڑھے لکھے انسان کا کسی جاہل سے مشورہ کرنا نادانی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس میں عورت کی جذباتی فطرت کی طرف اشارہ ہے کہ اس کے مشورہ میں جذبات کی کارفرمائی کا خطرہ زیادہ ہے لہٰذا اگر کوئی عورت اس نقص سے بلندتر ہو جائے تو اس سے مشورہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تیسرا احتمال یہ ہے کہ اس میں ان مخصوص عورتوں کی طرف اشارہ ہو جن کی رائے پر عمل کرنے سے عالم اسلام کا ایک بڑا حصہ تباہی کے گھاٹ اُتر گیا ہے اور آج تک اس تباہی کے اثرات دیکھے جا رہے ہیں۔

عورتوں کو پردے میں رکھیں: یہاں مردوں کو عورت کے پردے کا ذمہ دار بنایا گیا ہے یعنی مرد کوئی ایسا کام نہ کرے جس کی وجہ سے عورتوں کو بے حجابی کی چھوٹ مل جائے کیونکہ جب تک مرد باغیرت رہے گا عورت بھی باحیا و باحجاب ہوگی اور عورتوں کی بے حجابی میں مردوں کا اکثر قصور ہوتا ہے۔

عورت ایک پھول کی مانند: جہاں مرد کو عورت کا سرپرست بنایا گیا ہے وہیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان پر ظلم و زیادتی نہ کرے اور اس سے سخت کام نہ لے کیونکہ یہ پھول کی طرح نرم و نازک ہے اس لئے اس کی حفاظت بھی ایک پھول کی طرح ہونی چاہیے۔

☆☆☆☆☆